حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

الجماعة

جنوری - فروری ٢٠٢٦ء

فلسفۂ صیام

”روزے کی اصل حکمت یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ جاگزیں ہو جائے، نفس کی سرکش خواہشات شکست کھا جائیں، اور انسان صبر، اطاعت اور بندگی کا ایسا خوگر بن جائے کہ یہی اوصاف اس کی زندگی کا مستقل شعار بن جائیں۔“

(از: شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ)

(مجالس شہر رمضان ص:١٨)

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يد الله على الجماعة

حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

مجلّہ

الجماعة

خصوصی شمارہ

رجب-شعبان ۱۴۴۷ھ ● جنوری-فروری ۲۰۲۶ء

پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چونا والا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو-ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070

9892255244 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com @JamiatSubai

subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com

نگارشات

حلقۂ قرآن	مریض اور مسافر کا روزہ اور رخصتیں	شیخ رفیع اللہ سلفی	3
حلقۂ حدیث	رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھنا منع ہے	شیخ عبد الجبار انعام اللہ سلفی	5
اداریہ	ماہِ رمضان: معاشرتی عدل کی عظیم درسگاہ	مدیر	7
اصلاح وتربیت	رمضان تزکیۂ نفس کا سنہری موقع	شیخ رشید سمیع سلفی	9
تحقیقات وتنبیہات	رمضان کی راتیں اور تلاوت قرآن	دکتور جاوید ندیم سنابلی مدنی	12
احکام ومسائل	عورت اور ماہِ رمضان	شیخ نثار احمد محمد مستقیم مدنی	15
ردِّ بدعات ومنکرات	عظمتِ رمضان اور اس کی مروجہ بدعات	شیخ عبد الجبار انعام اللہ سلفی	21
ترغیب وترہیب	زکاۃ کی عدم ادائیگی پر دنیوی واخروی سزائیں	شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی	28
فقہ وفتاویٰ	تجارت کے اصل مال اور منافع دونوں پر زکاۃ ہے	دکتور فضل الرحمن مدنی رحمہ اللہ	36
فقہ وفتاویٰ	کیا اختلافِ مطالع معتبر ہے؟	دکتور عبد الحکیم عبد المعبود مدنی	38
آئینۂ جمعیت وجماعت	جمعیت کی دعوتی وتعلیمی سرگرمیاں	ادارہ	42

حلقۂ قرآن

مریض اور مسافر کا روزہ اور رخصتیں

● شیخ رفیع اللہ سلفی (داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [البقرۃ: ۱۸۴]

''گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے اور اس کی طاقت نہ رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں، پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو''۔

فوائد ومسائل:

(۱) مریض، مسافر اور ایسا شخص جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اسے روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بڑی عمر کے بوڑھے کو روزہ چھوڑ دینے کی رخصت دی گئی ہے وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے اور اس پر قضا نہیں ہے۔[دار قطنی: ۲/ ۲۰۵، حاکم: ۱/ ۴۰۱ وصححہ الحاکم والدارقطنی]

اسی طرح ایسا مریض جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو یا اس پر روزہ شدید مشقت کا باعث ہو اور اس کے تندرست ہونے کی بھی امید نہ ہو وہ بھی روزہ چھوڑ سکتا ہے اور ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا سکتا ہے۔[ابن قدامۃ فی المغنی: ۴/ ۳۹۵، فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ: ۱۰/ ۱۶۰]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرۃ: ۱۸۴] تو جو شخص روزہ چھوڑنا چاہتا وہ فدیہ دے دیتا حتی کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی اس لئے اسے منسوخ کر دیا۔[صحیح بخاری، التفسیر باب: فمن شهد منكم الشهر فليصمه: ۴۵۰۷، صحیح مسلم: ۱۱۴۵]

اس سے مفصل روایت سنن ابوداؤد میں آئی ہے۔جس میں ہے کہ جب یہ آیت: ﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرۃ: ۱۸۵] نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کا روزہ مقیم تندرست شخص پر ثابت کر دیا جبکہ مریض اور مسافر کے لئے اس میں رخصت دے دی۔[ابوداؤد، الصلاۃ، باب کیف الاذان: ۵۰۶، صحیح ابی داؤد: ۴۷۸]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسی آیت مبارکہ کے بارے میں قول بھی ہے کہ یہ آیت: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ﴾ منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ ایسے بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے لئے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں گے۔[صحیح بخاری، التفسیر، باب: فمن شهد منكم الشهر فليصمه: ۴۵۰۵، الحاکم: ۱/ ۴۴۰]

(۲) مسافر کو سفر میں روزہ رکھنے اور چھوڑنے کی رخصت ہے۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"هي رُخْصَةٌ مِنَ اللهِ، فمَن أَخَذَ بهَا، فَحَسَنٌ وَمَن أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فلا جُنَاحَ عليه".[صحیح مسلم: الصیام، باب التخییر فی الصوم والفطر فی السفر: ۱۱۲۱، ابوداؤد: ۲۴۰۲]

یہ (دوران سفر روزہ چھوڑنے کی اجازت) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے جو اسے اختیار کرلے تو بہتر ہے اور جو شخص روزہ رکھنا پسند کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے روزے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ تک سفر کیا۔ ہم نے ایک جگہ پر پڑاؤ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ تم دشمن کے قریب ہو لہٰذا روزہ چھوڑ دینا ہی تمہارے لئے بہتر ہے"۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات رخصت تھی یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے افطار کرلیا پھر ہم نے ایک دوسری جگہ پر پڑاؤ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک تم صبح کو اپنے دشمن پر حملہ کروگے اور تمہارے لئے روزہ چھوڑ دینا ہی زیادہ بہتر ہے لہٰذا تم روزہ چھوڑ دو"۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات عزیمت تھی پھر یقیناً یہ بات میرے مشاہدے میں آئی کہ اس سفر کے بعد بھی ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں روزہ رکھتے تھے۔[ترمذی، باب فی الرخصۃ فی الصوم فی السفر: ۷۱۰-۷۱۱]

اگر کوئی شخص سخت مشقت اور ایسی حالت میں دوران سفر روزہ رکھتا ہے جس سے اسے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے تو ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافرمان ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رخصت دی ہے اور آسانی پیدا کی ہے جبکہ وہ تنگی کو اختیار کرتا ہے، جیسا کہ احادیث سے واضح ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کررکھا ہے آپ نے دریافت فرمایا: "کیا بات ہے؟ تو لوگوں نے بتلایا کہ یہ روزہ دار ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ليس من البر الصوم فی السفر".[صحیح بخاری: الصوم، باب قول النبی لمن ظل علیہ واشتد الحر: ۱۹۴۶، مسلم: ۱۱۱۵] "سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللهِ الَّتِيْ رَخَّصَ بِكُمْ فَاقْبِلُوْهَا".[نسائی، الصیام، باب العلۃ التی من أجلها قبل ذلک: ۲۲۶]

"اللہ تعالیٰ کی اس رخصت کو لازماً اختیار کیا کرو اور اسے قبول کرو، جس کی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اجازت دے رکھی ہے"۔

(۳) اگر کوئی آدمی کسی شرعی عذر کی بنا پر روزہ نہیں رکھتا اس کے بدلے ہر دن مسکین کو کھانا دیتا ہے لیکن بعد میں وسعت آنے پر روزہ بھی رکھ لیتا ہے تو اس کے لئے بہتر ہے اور دوسرا مفہوم اس آیت مبارکہ کے آخری حصہ کا یہ ہے کہ وہ کسی کو فدیہ ایک مسکین سے زیادہ دے دیتا ہے تو اس کے لئے بہتر ہے اور تیسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر تمہیں روزے کا اجروثواب کا علم ہو تو تم روزہ ہی رکھنے کی کوشش کرو روزے کے بارے میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"الصوم لی وأنا أجزی به".[صحیح مسلم: الصیام، باب حفظ اللسان للصائم: ۱۱۵۱، ابن ماجہ: ۱۶۳۸]

"روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار میری خاطر اپنا کھانا پینا اور شہوت رانی چھوڑتا ہے"۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم سب کو روزہ کے تمام شرائط وقیود کے ساتھ روزہ رکھنے کی توفیق دے۔ (آمین)

حلقۂ حدیث

رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھنا منع ہے

● شیخ عبدالجبار انعام اللہ سلفی (استاذ جامعہ رحمانیہ کاندیولی، ممبئی)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رضي الله عنه - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - ﷺ:"لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ، إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا، فَلْيَصُمْهُ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان (شروع ہونے) سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو، سوائے اس شخص کے جو پہلے سے روزہ رکھتا آرہا ہو تو وہ اس دن کا بھی روزہ رکھ لے۔'' [بخاری ومسلم]

تخریج حدیث:

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب لایتقدم رمضان بصوم یوم ولایومین، حدیث: 1914، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب لاتقدموا رمضان بصوم یوم ولایومین، حدیث: 1082. سنن ابی داود، کتاب الصوم، باب فیمن یصل شعبان برمضان، حدیث: 2335، سنن الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء لاتقدموا الشهر بصوم، حدیث: 684، سنن نسائی، کتاب الصیام، التقدم قبل شهر رمضان، حدیث: 2172، سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب النهی ان یتقدم رمضان بصوم، حدیث: 1650، مسند احمد 234/2، حدیث: 7200۔

فوائد ومسائل:

1- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استقبال رمضان کے پیش نظر بطور احتیاط رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے رکھنا منع ہے۔ لیکن یہ نہی تحریم کے لیے ہے یا کراہت کے لیے؟ تو اس میں علماء کا اختلاف ہے:

(الف) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نہی تحریم کے لیے ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ نہی اصل میں ہوتی ہی تحریم کے لیے ہے۔ [الفروع لابن مفلح: 87/3]

(ب) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نہی کراہت کے لیے ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ نہیں تحریم کے لیے ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خاص آدمی کو اس دن روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیتے جس کا معتاد روزہ اسی دن کے موافق آگیا ہو، جیسے عید کے دن کا روزہ حرام ہے، چاہے وہ عادت کے موافق دن ہی میں آیا ہو، پس اس دن روزہ کی اجازت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نہی تحریم کی نہیں بلکہ کراہت کی ہے۔ [الکافی 364/1، دلیل الطالب للمرعی 82/1]

2- اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ حکم سے وہ شخص مستثنیٰ ہے جس کا معمول سنت کے مطابق، سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا ہو، اور سوموار یا جمعرات کا دن 29 یا 30 شعبان کو آجائے یا کوئی قضا وغیرہ کے روزے رکھتا آرہا ہے جو

29 یا 30 شعبان کو ختم ہو رہے ہیں، ان صورتوں میں یا ایسی ہی کسی اور اتفاقی صورت میں روزے رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم۔

3۔ ایک روایت میں ہے کہ ''جب نصف شعبان ہو جائے تو روزہ مت رکھو'' (سنن ابو داوٗد حدیث: 2334) معلوم ہوا کہ نصف شعبان کے بعد رمضان تک روزہ رکھنا منع ہے لیکن یہاں بھی وہ شخص مستثنیٰ ہے جس کا روزہ رکھنا معمول ہے یعنی اگر کوئی ہر سوموار و جمعرات کو روزہ رکھتا ہو تو 19 شعبان کے بعد بھی ان ایام میں روزہ رکھ سکتا ہے۔

4۔ کچھ لوگوں نے سنن أبي داوٗد کی مذکورہ روایت ''جب نصف شعبان ہو جائے تو روزہ مت رکھو'' (سنن ابو داوٗد حدیث: 2334) کو ضعیف قرار دیتے ہوئے رمضان سے ایک یا دو دن پہلے کے علاوہ پہلے دنوں میں یعنی تین دن یا چار دن یا اس سے زیادہ دن پہلے روزہ رکھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ اس کی دلیل یَوْمٍ أَوْ یَوْمین کے الفاظ ہیں۔

5۔ معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ میں غلو اور حد سے تجاوز منع ہے لہذا کوئی رمضان سے پہلے کے روزے کو رمضان کا روزہ نہ سمجھے اس لیے ان دنوں میں روزہ نہ رکھا جائے اور اس ممانعت کی علت یہی غلو اور حد سے تجاوز سے بچنا ہے۔

6۔ معلوم ہوا کہ عادات کو احکام شرعیہ میں تاثیر حاصل ہے۔

7۔ معلوم ہوا کہ بغیر کلمۂ ''شہر'' کی اضافت کے ''رمضان'' کہنا جائز ہے۔

شب قدر کی خصوصیات

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اس بابت لکھتے ہیں کہ:

وَلَيْلَةُ الْقَدْرِ لَهَا خُصُوصِيَّاتٌ اخْتَصَّتْ بِهَا، فَهِيَ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، وَفِيهَا تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا السَّلَامُ، وَهِيَ لَيْلَةٌ مُبَارَكَةٌ يُفْرَقُ فِيهَا كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ، وَهِيَ لَيْلَةٌ صَافِيَةٌ بَلْجَةٌ، لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ، وَتَطْلُعُ شَمْسُ صَبِيحَتِهَا بَيْضَاءَ لَا شُعَاعَ لَهَا، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَحَرَّاهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَيَخُصُّهَا بِالِاجْتِهَادِ فِي الْعِبَادَةِ مَا لَا يَخُصُّ غَيْرَهَا بِهِ.

اُردو ترجمہ: شبِ قدر کی کچھ ایسی خصوصیات ہیں جو اسی کے ساتھ خاص ہیں: یہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس میں فرشتے اور روح (جبریل علیہ السلام) نازل ہوتے ہیں، اس میں سلامتی کی کثرت ہوتی ہے، یہ ایک بابرکت رات ہے جس میں ہر حکمت والا فیصلہ طے کیا جاتا ہے، یہ رات صاف اور روشن ہوتی ہے، نہ زیادہ گرم اور نہ سرد، اور اس کی صبح کا سورج بے شعاع سفید طلوع ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری عشرہ میں اس کی تلاش فرمایا کرتے تھے اور اس رات میں عبادت کے لیے وہ خاص محنت کرتے تھے جو دوسری راتوں میں نہیں کرتے تھے۔

[زاد المعاد فی ہدی خیر العباد: 1/56-57]

اداریہ

ماہِ رمضان: معاشرتی عدل کی عظیم درسگاہ

مدیر

ماہ رمضان صرف عبادت کا مہینہ نہیں، بلکہ یہ انسانیت کی تربیت اور معاشرتی عدل کی عملی درسگاہ ہے۔ یہ مہینہ ہر فرد کو نفس پر قابو پانے، دل کو پاک کرنے، اور اخلاقی اقدار کو پروان چڑھانے کا عملی موقع فراہم کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [البقرة: ۱۸۳]

یہ آیت نہ صرف روحانی پرورش بلکہ معاشرتی تقویٰ اور عدل کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ جب ہر فرد اپنی خواہشات پر قابو پاتا ہے، تو وہ معاشرتی انصاف، ہمدردی اور مساوات کی عملی تصویر پیش کرتا ہے۔

روزہ اور زکوٰۃ کے ذریعے رمضان انسان کی ذاتی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو اجاگر کرتا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”زکوٰۃ محض مال کی تقسیم نہیں، بلکہ دلوں کی صفائی اور معاشرتی توازن کا ذریعہ ہے۔“ (ترجمانُ القرآن، جلد دوم، ص 412-413)

یہ اقتباس اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ رمضان صرف ذاتی عبادت کا مہینہ نہیں، بلکہ فقیر، یتیم، بیوہ اور معاشرے کے کمزور طبقے کے حقوق کی حفاظت کا مہینہ ہے۔ زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے غریبوں کے لیے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں اور معاشرہ مضبوط، متوازن اور عادلانہ بنیادوں پر قائم رہتا ہے

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”الحِكمةُ من الصيام تحقيقُ تقوى الله عز وجل، وكسرُ شهوةِ النفس، وتعويدُ الإنسان على الصبرِ والطاعة حتى يكون ذلك سجيةً له في حياته“. [مجالس شہر رمضان، ص18]

ترجمہ: ”روزے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ پیدا ہو، نفس کی خواہشات ٹوٹیں، اور انسان صبر و اطاعت کا خوگر بن جائے، یہاں تک کہ یہ اوصاف اس کی زندگی کی عادت بن جائیں“۔

بنابریں رمضان نہ صرف فرد کی تربیت کرتا ہے بلکہ معاشرتی تعلقات میں عدل و انصاف کو بھی فروغ دیتا ہے۔ جب ہر شخص صبر اور تقویٰ اختیار کرتا ہے، تو وہ دوسروں کے حقوق کا احترام کرتا ہے، ظلم اور جبر سے باز رہتا ہے، اور معاشرہ منصفانہ و متوازن بنتا ہے۔

امامِ حرم شیخ عبدالرحمن السدیس حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

”الصيام مدرسة ايمانية تزكي النفوس وتهذب الاخلاق وتربط العبد بربه“. [خطب الحرم المکی، جلد 1، ص 87]

ترجمہ: ”روزہ ایک ایمانی درسگاہ ہے، جو دلوں کو پاکیزگی دیتی

ہے، اخلاق کوسنوارتی ہے، اور بندے کواس کے رب سے جوڑتی ہے۔''

یہ بیان یاددلاتا ہے کہ رمضان ہمیں معاشرتی ہمدردی، بھائی چارہ اورحقوقِ افراد کے تحفظ کی عملی تعلیم دیتا ہے۔اس مہینے میں انسان نہ صرف اپنی خواہشات پر قابو پاتا ہے بلکہ دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوکرمعاشرتی ذمہ داری بھی محسوس کرتا ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ماہ رمضان میں معاشرتی تعاون ہر جگہ واضح طور پر سامنے نظر آتا ہے۔ ہرمسلمان جوروزہ رکھتا ہے اورزکوٰۃ ادا کرتا ہے، وہ مالی، اخلاقی اورسماجی انصاف قائم کرنے میں اپنا حصہ ڈالتا ہے۔مولانا آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اسلام میں عبادت کا مقصد محض ظاہری اعمال نہیں، بلکہ انسان کے اخلاق کی اصلاح اور معاشرتی ذمہ داریوں کی تعلیم ہے۔''[ترجمانُ القرآن، دیباچہ، جلد1ص19-21]

معلوم ہوا کہ رمضان میں فرد کی اصلاح کے ساتھ معاشرتی انصاف اورنظام کی مضبوطی بھی مقصود ہے۔

روزہ انسان کو یہ سبق دیتا ہے کہ خواہشات پر قابو اورصبر معاشرتی عدل کے لیے ضروری ہیں۔ زکوٰۃ اورصدقات کے ذریعے ہرفرد معاشرتی نظام میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الصيام يعلم الإنسان الصبر والتحكم في النفس، والزكاة تطهر المال وتنمي روح التضامن بين الناس".[مجالس شہر رمضان،ص18-19]

ترجمہ:''روزہ انسان کوصبر اورنفس پر قابو پانا سکھاتا ہے،اور زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے اورلوگوں کے درمیان تعاون ویکجہتی کی روح پیدا کرتی ہے۔''

ماہ رمضان یاددلاتا ہے کہ عدل صرف فردی نہیں بلکہ اجتماعی بھی ہے۔چنانچہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ روزہ اورزکوٰۃ کے ذریعے:

معاشرتی مساوات قائم ہوتی ہے۔

فقیرومسکین کا حق ادا ہوتا ہے۔

اخلاقی تربیت ہرفرد کے اندر سرایت کرتی ہے۔

یہ مہینہ ہمیں انسانیت کے اعلیٰ اصول سکھاتا ہے، معاشرتی انصاف کی جڑیں مضبوط کرتا ہے، اوراخلاق وتقویٰ کی عملی تربیت فراہم کرتا ہے۔

ماہ رمضان نہ صرف روح کی پاکیزگی کا موسم ہے بلکہ معاشرتی عدل، مساوات، اور اخلاقی اصولوں کی عملی تربیت بھی مہیا کرتا ہے۔ یہ مہینہ انسان کوفردی اور اجتماعی ذمہ داریوں کے درمیان توازن سکھاتا ہے، اورایک ایسا معاشرہ تعمیر کرنے کی رہنمائی کرتا ہے جوعدل، ہمدردی اور بھائی چارے کی بنیاد پر قائم ہو۔

ماہ رمضان صرف کھانے پینے سے رکنے کا مہینہ نہیں، بلکہ یہ معاشرتی عدل اور اخلاقی مساوات کی عملی درسگاہ ہے۔ روزہ انسان کوصبر، تقویٰ، اور اطاعت کی تربیت دیتا ہے، زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے معاشرتی ہم آہنگی قائم ہوتی ہے، اوراسلامی تعلیمات کے مطابق ہرفرد کی ذمہ داری اورحقوق کی حفاظت ممکن ہوتی ہے۔اس مہینے میں فرد اورمعاشرہ دونوں ہی عدل، ہمدردی اور بھائی چارے کی راہ پر چلنے کی عملی مشق حاصل کرتے ہیں، جو زندگی کے باقی سال کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس ماہ مبارک میں عدل، مساوات، ہمدردی اور انسانیت نوازی کی سعادت بخشے اور ہماری جملہ عبادتوں کوشرف قبولیت عطا فرمائے۔وما توفیقی الا باللہ۔

اصلاح وتربیت

رمضان تزکیۂ نفس کا سنہری موقع

● شیخ رشید سمیع سلفی (ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

تزکیۂ نفس ایک قرآنی اصطلاح ہے۔شریعت کی رو سے تزکیہ کا مطلب ہے اپنے نفس کو ان ممنوع، معیوب اور مکروہ امور سے پاک صاف رکھنا جنہیں قرآن وسنت میں ممنوع، معیوب اور مکروہ کہا گیا ہے۔گویا نفس کو عقیدے کے منکرات سے پاک کر کے گناہ اور عیب دار کاموں کی غلاظت سے پاک صاف کرلینا اور اسے قرآن وسنت کی روشنی میں محمود ومحبوب اور خوب صورت خیالات وامور سے آراستہ رکھنا ہے۔ساتھ ہی کردار واَطوار، اعمال وافعال اور مشاہدات وتجربات میں احکام شرع کی تعمیل بھی مطلوب ہے۔

دراصل انسان کا نفس خیر وشر دونوں کا گرویدہ ہوتا ہے،نیکی وبدی دونوں صلاحیتیں اس میں ودیعت ہوئی ہیں،ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۝٧ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾[شمس:۷-۸] قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی پھر سمجھ دی اسکو برائی کی اور بچ کر چلنے کی بھی۔دونوں طرح کے امکان کی صورت میں اگر اس کے رخ کو خیر کی طرف نہ موڑا جائے تو وہ شر کا دلدادہ ہوجاتا ہے،اس لئے کہ شیطان شر کا داعی اور مبلغ بن کر شر کو غالب اور خیر کو مغلوب کرنے میں لگا ہوا ہے،ایسا نہیں ہے کہ خیر کا کوئی محرک اور داعی نہیں ہے،دین انسان کو خیر اور نیکی کی طرف مائل وراغب کرنے کیلئے ہی ہے، انسان کی فطرت بھی خیر کی طرف راغب ہوتی ہے مگر خارجی اثرات اسے دوسرا رنگ دیدیتے ہیں،دوسرے محرکات وعوامل بھی خیر کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور تحریک کرنے کیلئے ہوتی ہیں،اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بڑی تکرار سے تزکیہ نفس کی تاکید فرمائی ہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ﴾ [الاعلیٰ:۱۴] بیشک جس نے خودکو پاک کرلیا وہ کامیاب ہوگا

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ تزکیہ نفس آپ کی بعثت کا مقصد ہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾[الجمعۃ:۲]

’’وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے‘‘۔

اگر غور کریں تو ان میں تینوں مقاصد بھی دراصل تزکیہ نفس کے گرد گھومتے ہیں،تلاوت،تعلیم کتاب وتعلیم سنّت کا مقصد تزکیہ

نفس ہے۔

تزکیہ نفس میں دل کی اہمیت سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے، انسان کا دل اس کے جسم کا مرکز ہے، دل پر انسان کی زندگی کے صلاح وفلاح کا انحصار ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’ألا وإنَّ في الجَسَدِ مُضْغَةً، إذا صَلَحَتْ، صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وإذا فَسَدَتْ، فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، ألا وهي القَلْبُ‘‘. ’’بیشک ابن آدم (کے جسم) میں ایک ایسا ٹکڑا ہے، اگر وہ صحیح ہوتو سارے جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے، خبردار وہ (ٹکڑا) دل ہے۔‘‘ [سلسلہ احادیث صحیحہ ترقیم البانی:2708]

تصور کریں کہ انسان کا دل کس قدر غیر معمولی اثر رکھتا ہے، کیونکہ تمام جسم پر اس کی حکمرانی ہوتی ہے باقی تمام اعضاء وجوارح اس کے حکم کے پابند ہیں، عزم وحوصلہ اور جراءت وہمت کا محل اور مرکز بھی دل ہے، اگر وہی عزم وحوصلہ اور جراءت وہمت سے محروم ہوتو کوئی کام نہیں ہوسکتا، اگر دل کے جذبات واحساسات درست ہوں گے، تو اعضاء صحیح کام کریں گے، لیکن اگر اس کے جذبات و احساسات ہی میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوجائے، تو اعضاء، خودبخود غلط راستہ پر چلیں گے۔

طبی لحاظ سے بھی اعضاء کی صحت وسقم کا مدار دل پر ہے۔ اگر اس میں بگاڑ آجائے تو پورا نظام جسم بگاڑ کا شکار ہوجاتا ہے۔ صلاح قلب کی صورت یہ ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل چیزیں پیدا ہوجائیں: اللہ کی محبت، رضا بالقضاء، توکل علی اللہ، صبر وشکر، رجا وخوف، فکر آخرت، توبہ وانابت اور قناعت وتواضع اور فساد قلب کی صورت یہ ہے کہ اس میں درج ذیل اشیاء آجائیں، شرک، تکبر وغرور، خود پسندی، حسد وحقد، حب مال وجاہ، بخل وحرص، طول امل (لمبی امیدیں) اور لایعنی گفتگو وغیرہ۔

اس لئے دل کا اگر تزکیہ کرلیا جائے تو پورے نفس کے تزکیہ کی راہ ہموار ہوتی ہے، تزکیہ نفس کے مسئلے میں یہ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

تزکیہ نفس پر اس اہم گفتگو کے بعد رمضان کی طرف آتے ہیں، رمضان کا مہینہ درحقیقت تزکیہ نفس کا ایک عظیم اور قدرتی موقع ہے، اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کو تزکیہ نفس کے کثیر مواقع وذرائع دے کر نازل کیا ہے، سب سے پہلے روزے کے عمل پر غور کریں، روزہ انسان کے اندر صبر اور کنٹرول کی صلاحیت بیدار کرتا ہے، یہ صلاحیت بہت سارے اخلاقی محاسن اور خوبیوں کا ذریعہ ہے مطلب روزہ انسان کو اخلاقی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ کرنے کا ایک مؤثر عمل ہے، روزہ ہی انسان کو بھوک وپیاس پر صبر کے ساتھ خواہشات اور جنسی میلانات کو دبانے کی اسپرٹ دیتا ہے، رمضان میں اعمال وعبادات کا ثواب بڑھا کر اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو عمل وعبادت پر گامزن کر دیتا ہے جو عمل انسان کو رفتہ رفتہ تقوی کے مقام بلند کی طرف لے کر بڑھتا ہے، دوسری طرف قرآن کی تلاوت بھی تزکیہ نفس کا بہت بڑا عمل ہے، یہ اجر وثواب کے ساتھ انسان کو رذائل اخلاق سے پاک بھی کرتا ہے، اس کیلئے بے شمار انعامات کا سامان کرتا ہے، روزانہ تراویح کا اہتمام اور سماع قرآن انسان کو وحی الٰہی سے بہت زیادہ مانوس کرتا ہے، صبح وشام دل پر پڑنے والے وحی کے قطرے دل

کی کثافتیں دھل دیتے ہیں، رمضان میں صدقہ سونے پر سہاگہ ثابت ہوتا ہے، صدقے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ [التوبۃ: ۱۰۳] اے نبی ﷺ ان کے مال میں سے زکوٰۃ وصول کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو۔ یہی نہیں بلکہ صدقۃ الفطر کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "طهرة للصائم" روزہ روزے دار کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا صدقہ وزکوٰۃ بھی تزکیہ نفس کا وسیلہ ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ مسلمان رمضان کے مہینے میں بہت دل کھول کر اللہ کی راہ میں صدقۂ وخیرات کرتا ہے، غرباء ومساکین میں اپنا پاک مال خرچ کرتا ہے، یہ مبارک مہینہ قدم قدم پر مغفرت نجات اور تزکیہ نفس کا موقع فراہم کرتا ہے، اسی ماہ مبارک میں ذکر واذکار پر کثرت سے عمل ہوتا ہے، ہر کوئی جذبۂ ثواب سے سرشار ہوکر نیکیوں کی تلاش میں ہوتا ہے، حسنات کے حصول کی دھن اس پر سوار ہوتی ہے، وہ جس قدر بھی نیکیاں جمع کرتا ہے وہ اسی قدر اپنے نفس کو پاک کرتا ہے، رمضان وقیام کو حدیث مبارکہ میں کفارۂ ذنوب کہا گیا ہے، جو مسلمان ایمان واحتساب کے ساتھ یہ مبارک مہینہ عبادت وریاضت میں گذارتا ہے وہ گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے، توبہ واستغفار کا عمل اس ماہ کا محبوب عمل ہے، نجات ومغفرت کے متلاشی کثرت سے اس ماہ میں توبہ کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی چاہتے ہیں، توبہ کفارہ ذنوب کے ساتھ ایک غیر معمولی انعام کا بھی ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُضَٰعَفْ لَهُ ٱلْعَذَابُ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِۦ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَٰلِحًا فَأُو۟لَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِهِمْ حَسَنَٰتٍ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [الفرقان: ۶۸-۷۰]

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں بناتے اور جس جان کو اللہ نے حرام کر رکھا ہے ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ اور بڑھایا جائے گا اُس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

توبہ نہ صرف تزکیہ نفس کا عمل ہے بلکہ سچی اور پکی توبہ سے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دینے کا اللہ کا وعدہ بھی ہے۔ یہ بہت بڑا انعام واعزاز ہے توبہ کرنے والے بندوں کیلئے جس پر اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

الغرض رمضان کا مہینہ از اول تا آخر تزکیۂ نفس کا ایک مؤثر عملی پروسیس ہے۔ اسے پاکر اگر کوئی اپنا تزکیہ نہ کرسکے تو وہ خائب وخاسر ہے اور دنیا وآخرت کا وہ بہت بدنصیب انسان ہے۔

تحقیقات وتنبیہات

رمضان کی راتیں اور تلاوت قرآن

● دکتور جاوید ندیم سنابلی مدنی (داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

ماہ رمضان میں جب ہم فجر کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو کئی نمازی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول نظر آتے ہیں۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد تو منظر مزید خوب صورت اور روحانی ہوجاتا ہے، ہر شخص حسب توفیق کلام الٰہی کی تلاوت میں مشغول نظر آتا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت نماز ظہر سے پہلے اور بعد میں بھی دکھائی دیتی ہے۔ نماز عصر کے بعد بھی یہ منظر کچھ دیر باقی رہتا ہے؛ مگر پھر افطار کی تیاری اور شام ڈھلتے ڈھلتے منظر بدل جاتا ہے۔ عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد لوگ صرف تراویح میں قرآن سننے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور تراویح ختم ہونے کے بعد گویا قرآن کی تلاوت رک جاتی ہے اور پھر اگلے دن نئی صبح سے دوبارہ قرآن کی تلاوت کا اہتمام ہوتا ہے۔

اس منظر نامہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عموماً ماہ رمضان المبارک میں مسلمان دن میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں؛ البتہ رات میں اس کا اہتمام نہیں کرتے؛ گویا قرآن کی تلاوت کی فضیلت صرف دن کے وقت سے مخصوص ہے، رات سے نہیں۔ جبکہ شرعی نصوص میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ رمضان کی راتوں کا قرآن مجید سے بہت گہرا تعلق ہے اور یہ نہایت فضیلت والی راتیں ہیں۔ یہ نکتہ مندرجہ ذیل سطروں میں دلائل کی روشنی میں مزید واضح ہوجاتا ہے۔

1- قرآن کا نزول رمضان کی رات میں ہوا:

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں اس وقت کی صراحت فرمائی ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ﴾ [القدر:۱]

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا''۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **"أنزل الله القرآن جملة واحدة من اللوح المحفوظ إلى بيت العِزّة من السماء الدنيا، ثم نزل مفصلًا بحسب الوقائع في ثلاث وعشرين سنة على رسول الله ﷺ"**.[فضائل القرآن ص 367-368، ورواه النسائی، وابن أبي شیبة :10/533)، والطبری :15/ 119، 30/166، ورواہ الحاکم فی المستدرک:2/222،من طرق،عن داود بن أبی ہند، بہ، وقال:''ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ''. وعزاہ السیوطی فی الدر المنثور:4/205،لابن أبی حاتم،وابن مردویہ،والبیہقی]

''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں بیتُ العِزَّة تک نازل فرمایا، پھر اس کے بعد اسے حالات اور واقعات کے مطابق تیئیس (23) برس کے عرصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مفصل نازل کیا''۔

اسی طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةٖ مُّبَٰرَكَةٍۚ﴾ [الدخان:۳]

’’بے شک ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں نازل کیا‘‘۔

مفسرین کے نزدیک بابرکت رات سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"نزل القرآنُ ليلةَ القدر إلى السماء الدنيا جُملة واحدة، ثم جعل بعد ذلك ينزل نجومًا: ثلاث آيات، وأربع آيات، وخمس آيات، وأقلّ مِن ذلك وأكثر".[تفسیر الطبری:1/228]

’’قرآن مجید شب قدر میں ایک ہی مرتبہ آسمان دنیا پر نازل کیا گیا، پھر اس کے بعد اسے جدا جدا حصّوں میں نازل کیا جانے لگا؛ کبھی تین آیتیں، کبھی چار آیتیں، کبھی پانچ آیتیں، اور کبھی اس سے کم اور کبھی اس سے زیادہ‘‘۔

2- جبریل علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رمضان کی راتوں میں ملاقات اور قرآن کا دور کرنا:

رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عظیم معمول یہ تھا کہ آپ ہر سال حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا مدارسہ یعنی دور یا مراجعہ فرمایا کرتے تھے۔قابل غور بات یہ ہے کہ یہ عظیم عبادت دن میں نہیں بلکہ رات میں ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ".[صحیح بخاری، حدیث نمبر:3220]

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان میں آپ کی سخاوت سب سے زیادہ ہو جاتی تھی، جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے۔اور جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپ سے ملتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے‘‘۔

یہاں یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ مدارست قرآن کے لئے مقررہ وقت رات کا تھا۔اور یقیناً جبرئیل علیہ السلام کی آمد کے وقت کی تعیین اور ترتیب اللہ تعالی کی جانب سے مقرر ہوتی تھی؛ کیونکہ فرشتوں کے نزول کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾[مریم:64]

’’اور ہم (فرشتے) آپ کے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے‘‘۔

اس آیت کے سبب نزول سے متعلق حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:’’**قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجِبْرِيلَ: أَلَا تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا قَالَ: فَنَزَلَتْ ...**‘‘:

’’نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: آپ ہمارے پاس زیادہ کیوں نہیں آتے؟‘‘۔تو یہ آیت نازل ہوئی...۔[صحیح بخاری، حدیث نمبر:3218]

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ رمضان کی راتوں میں قرآن کی مدارست یا دور ایک توقیفی انتخاب تھا، جو اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کے لیے رات کا وقت، خصوصاً رمضان کی راتیں زیادہ افضل ہیں۔

اس نکتہ کی طرف متعدد اہل علم نے توجہ دلائی ہے۔

1-حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے:

"وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْمُدَارَسَةَ بَيْنَهُ

وَبَيْنَ جِبْرِيلَ كَانَتْ لَيْلًا، فَدَلَّ عَلَى اسْتِحْبَابِ الإِكْثَارِ مِنَ التِّلَاوَةِ فِي رَمَضَانَ لَيْلًا: فإنَّ الليل تنقطِعُ فيه الشواغل، وتجتمع فيه الهمم، ويتواطأ فيه القلبُ واللِّسانُ على التدبُّر، كما قال تعالى: ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ ٱلَّيۡلِ هِيَ أَشَدُّ وَطۡـًٔا وَأَقۡوَمُ قِيلًا﴾ [مزمل:٦][لطائف المعارف،ص315]

''ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام کے درمیان قرآن کی مدارست رات میں ہوتی تھی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ رمضان میں رات کے وقت تلاوت قرآن کثرت سے کرنا مستحب ہے؛ کیونکہ رات میں مشاغل کم ہوتے ہیں، دل جمع ہوتا ہے، اور دل وزبان تدبر پر متفق ہوجاتے ہیں، جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **''بیشک رات کا اٹھنا دل جمعی کے لئے انتہائی مناسب ہے اور بات کو بالکل درست کردینے والا ہے''۔**''

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ سورہ مزمل کی مذکورہ آیت نمبر:6 کی تفسیر میں بڑی خوب صورت بات ارشاد فرماتے ہیں:

''1-اس کا دوسرا مفہوم ہے کہ رات کی تنہائیوں میں کان معانی قرآن کے فہم میں دل کے ساتھ زیادہ موافقت کرتے ہیں جو ایک نمازی تہجد میں پڑھتا ہے۔

2-دوسرا مفہوم یہ ہے کہ دن کے مقابلے میں رات کو قرآن زیادہ واضح اور حضور قلب کے لئے زیادہ موثر ہے، اس لئے کہ اس وقت دوسری آوازیں خاموش ہوتی ہیں۔ فضا میں سکون غالب ہوتا ہے اس وقت نمازی جو پڑھتا ہے وہ آوازوں کے شور اور دنیا کے ہنگاموں کے نذر نہیں ہوتا بلکہ نمازی اس سے خوب محظوظ ہوتا اور اس کی اثر آفرینی کو محسوس کرتا ہے۔''

2-حافظ ابن حجر رحمہ اللہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے عمومی طور پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وَفِيهِ أَنَّ لَيْلَ رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ نَهَارِهِ". [فتح الباری:9/45]

''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ رمضان کی رات، اس کے دن سے افضل ہے''۔

3-شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَفِيهِ فَائِدَةٌ أُخْرَى: أَنَّ الْمُدَارَسَةَ فِي اللَّيْلِ أَفْضَلُ مِنَ النَّهَارِ". [الجواب الصحیح من أحکام صلاۃ اللیل والتراویح، ص13]

''اس حدیث میں ایک اور فائدہ یہ ہے کہ رات کے وقت قرآن کی مدارست، دن کے مقابلے میں زیادہ افضل ہے''۔

اس مختصر سے مضمون کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ -نعوذ باللہ- رمضان کے دن میں قرآن کی تلاوت کی اہمیت کو کم بتایا جائے؛ بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ ہم رمضان کی راتوں میں بھی تلاوت قرآن کا اہتمام کریں، دن اور رات دونوں اوقات میں تلاوت کرکے قرآن سے تعلق زیادہ مضبوط بنائیں، نہ کہ ایک وقت کو دوسرے کے بدلے چھوڑ دیں۔

در اصل مسلم معاشرہ کا رویہ رمضان کی راتوں سے متعلق افسوس ناک ہے۔ رمضانی مسلمان تو تراویح کے مختصر اہتمام کے بعد رات کا وقت غیر شرعی امور میں گزار دیتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ رمضان کی عظمت وفضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور دن میں روزہ، نماز اور تلاوت کا اہتمام کرنے والے بھی رات کے فضیلت والے وقت پر توجہ نہیں دیتے، اسے آرام وطعام میں گزار دیتے ہیں؛ حالانکہ یہ بہت فضیلت والا وقت ہوتا ہے۔

احکام ومسائل

عورت اور ماہِ رمضان

● شیخ نثاراحمد محمد مستقیم مدنی (شیخ الجامعہ جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

ماہ رمضان درحقیقت عبادت وریاضت بخشش وعنایت، نیکی و برکت، زہدوتقوی، اخلاق ومروت، خاکساری و وضعداری، عدل ومساوات، صدقات وخیرات نیز جنت کے حصول اور جہنم سے گلوخلاصی کا انتہائی اہم مہینہ ہے۔ یہ نیکیوں کا موسم بہار اور گناہوں سے رستگاری کا خاص موقع ہے ایک مومن مرد وعورت اور پیروجواں کے لئے پنج وقتہ نمازوں، فرض روزوں، واجبی زکاۃ، سنن رواتب، صلاۃ تراویح، نفلی صدقات، افطار صائمین، دعاواستغفار، ذکرواذکار، تلاوت ومناجات، اعتکاف، صدقۃ الفطر، عمرہ وغیرہ دیگر بہت سارے ناقابل شمار کام ہیں۔

شریعت کے تمام احکام ومسائل میں اصل یہی ہے کہ مردوں کی طرح خواتین بھی مخاطب اور تمام تر اعمال ووظائف شرعیہ کی انجام دہی میں عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ ہیں بشرطیکہ شریعت میں ایک دوسرے کے لئے امتیازی احکام نہ آئے ہوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"إنما النِّساءُ شقائقُ الرِّجالِ". [صحیح سنن أبی داود: 236، صحیح سنن الترمذی: 113 والسلسلۃ الصحیحۃ للألبانی: 5/219]

''درحقیقت خواتین مردوں کے ہم مثل ہیں''۔

لہٰذا ایک عورت کو قطعاً یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ خود کو صرف امور خانہ داری، بچوں واہل خانہ کی خدمت، مہمانوں کی ضیافت ہی میں محصور رکھے ہاں ایام حیض میں وہ صلوات خمسہ، فرض صیام نہ رکھنے کے سبب مردوں سے پیچھے رہتی ہے البتہ حسن نیت کے ساتھ ذکرواذکار، دعاومناجات، صدقات وخیرات، صائمین کی خدمت گزاری اور دیگر کارخیر اور اعمال صالحہ کے اجروثواب سے اپنے دامن کو بھر سکتی ہے۔

ذیل میں ماہ رمضان سے متعلق خواتین کے کرنے والے، اور ان کے بچنے والے نیز کچھ ضروری مسائل وامور کا ذکر کیا جارہا ہے:

(1) طاعت کے تمام کاموں کو سرانجام دیں:

صوم وصلوٰۃ کے علاوہ عورت تلاوت قرآن کریم اور اس میں تدبروتفکر، بکثرت صدقہ وخیرات، ذکرالٰہی اور فرائض وواجبات کے علاوہ نفلی عبادات پر مردوں کی طرح محنت میں مشغول رہیں۔

(2) افطار میں جلدی کریں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **لایزال الناس بخیرماعجلوا الفطر.** [صحیح بخاری: 1957]

''اس وقت تک لوگ بھلائی کی راہ پر گامزن رہیں گے جب تک کہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے''۔

(3) افطار کے وقت دعاوں کا خصوصی اہتمام کریں:

ویسے دعا ہروقت مشروع ہے مگر بعض اوقات دعا کے لئے بہت اہم ہیں، ان میں ایک افطار کا وقت بھی ہے، فرمان رسالت ہے۔

''ثلاثٌ لا تُردُّ دعوتُهُم، الإمامُ العادلُ، والصَّائمُ حينَ يُفطرُ، ودعوةُ المظلومِ''. [صحیح الترمذی: 2526]

ترجمہ: تین قسم کے لوگوں کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔ایک عادل امام کی ،دوسرے روزہ دار کی جب وہ افطار کرے، تیسرے مظلوم کی۔

(4) سحری میں تاخیر کریں:

بغیر سحری کے روزہ درست ہے البتہ فرشتوں کی دعا کے مصداق قرار پانے ،یہودیوں کی مخالفت اور حصول برکت کی خاطر سحری کا اہتمام ہونا چاہیے کیونکہ نبی ﷺ نے خود بھی سحری کھائی ہے اور دوسروں کو بھی سحری کی ترغیب دی ہے،آپ فرماتے ہیں۔

"فصلُ ما بين صيامِنا وصيامِ أهلِ الكتابِ، أكْلةُ السَّحَرِ". [صحیح مسلم:1096]

ترجمہ: ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری کا فرق ہے۔

(5) صوم کی حالت میں بیہودہ گوئی اور گندے اخلاق سے بچیں:

"إذا أصبَحَ أحدُكُم يومًا صائمًا، فلا يرفُثْ ولا يجهَلْ. فإنِ امرؤٌ شاتمَهُ أو قاتلَهُ، فليقُلْ: إنّي صائمٌ. إنِّي صائمٌ". [صحیح مسلم:1151]

"جب تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں ہوتو گندی باتوں اور نادانیوں سے پرہیز کرے،اگر کوئی تمہارے ساتھ گالی گلوج اور قتال کرے تو کہہ دو میں روزے سے ہوں ، میں روزے سے ہوں"۔

"من لمْ يَدَعْ قولَ الزورِ والعملَ بِهِ ، فليسَ للهِ حاجَةٌ فِي أنِ يَدَعَ طعَامَهُ وشرَابَهُ". [صحیح البخاری: 1903]

"اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے"۔

عورتیں چونکہ عموماً زبان کی تیز ہوتی ہیں اس لیے گالی گلوج لعن طعن،چغل خوری اور زبان درازی کا معاملہ ان کے یہاں کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے لہٰذا روزے کی حالت میں انہیں اس کا خاص خیال رکھنا ہے۔کیونکہ روزہ صرف بھوک و پیاس برداشت کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ہاتھ، پیر، دل، دماغ زبان، آنکھ، کان، پیٹ اور شرمگاہ وغیرہ تمام اعضائے بدن کو فواحش ومنکرات نیز خلاف شرع امور سے دور رکھنے کو اصطلاح شرع میں صوم کہتے ہیں۔

(6) لوگوں کو افطار کرائیں:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"مَن فطَّرَ صائمًا كانَ لَهُ مثلُ أجرِهِ ، غيرَ أنَّهُ لا ينقُصُ من أجرِ الصَّائمِ شيئًا". [صحیح ترمذی:807]

"جس شخص نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا تو اس شخص کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا ثواب روزہ دار کے لئے ہوگا اور روزہ دار کے اپنے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی"۔

عورت چاہے تو اپنے ذاتی پیسے سے دیگر خواتین کو افطار کراسکتی ہیں،شوہر کی طرف سے افطار کی دعوت پر بیوی کو بھی اجر ملے گا اگر اس کے کاموں میں مدد کرتی ہے۔

(7) محرم کے ہمراہ عمرہ کریں:

رمضان میں مرد کی طرح عورت کو بھی عمرہ کا اہتمام کرنا چاہیے،اس ماہ مبارک میں عمرہ کا ثواب نبی ﷺ کے ساتھ حج کے برابر ہے۔نبی ﷺ نے ایک انصاریہ خاتون سے فرمایا تھا:

"فإذا جاء رمضانُ فاعتمِري . فإنَّ عُمرةً فيه تعدِلُ حجَّةً".[صحیح مسلم:1256]

''جب رمضان آئے تو تم عمرہ کر لینا کیونکہ اس (رمضان) میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے''۔

(8) بچوں سے تربیت کے طور پر روزہ رکھوائیں:

اگر بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے عادتا روزہ رکھوانا چاہئے۔ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اپنے بچوں سے روزہ رکھواتے تھے اور ان کے لئے کھلونے رکھتے، جب بچے کھانے کے لئے روتے تو ہم انہیں وہ کھلونے پیش کر دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔[بخاری:1859 ومسلم:1136]

(9) مسجد میں اعتکاف کا اہتمام:

جس طرح مرد کے لئے مسجد میں اعتکاف مسنون ہے اسی طرح عورت کے لئے بھی اعتکاف مشروع ہے۔ جس کی جگہ صرف مسجد ہے۔ جیسا کہ قرآنی دلائل سے واضح ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پہ عمل کر کے دکھایا ہے۔ اگر عورت اعتکاف کرے تو اسے بھی مسجد میں ہی اعتکاف کرنا ہوگا خواہ جامع مسجد ہو یا غیر جامع ہو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پابندی کے ساتھ اپنی وفات تک رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔[صحیح بخاری:2026]

اعتکاف رمضان میں کئے جانے والے ان اعمال میں سے ہے جس کی تاکید آئی ہے۔ اور یہ ان سنتوں میں سے سنت مؤکدہ ہے جس پہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشگی برتی ہے اور آخری عشرے میں اس کی تاکید کی ہے۔ اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے، انتقال کے سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔[بخاری:2044] اور آپ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔

(10) نماز تراویح کا اہتمام:

وطن عزیز کی جن مساجد میں خواتین کی خاطر علاحدہ نمازوں کے لئے جگہیں مختص ہوتی ہیں اور وہاں تراویح کا اہتمام ہوتا ہے تو وہاں شرعی حدود میں رہتے ہوئے جانا چاہیے کیونکہ ماہ رمضان میں اس کا اجر بہت بڑھ جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"من قام رمضانَ إيمانًا واحتسابًا، غُفِرَ له ما تقدَّم من ذنبِه".[صحیح مسلم:759]

''جس نے رمضان کی راتوں میں نماز تراویح پڑھی، ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ، اس کے اگلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے''۔

لہٰذا اگر مسجد میں عورتوں کے لئے علاحدہ انتظام نہ ہو تو گھر پر ہی جماعت سے یا اکیلے تراویح مع وتر گیارہ رکعت پڑھیں۔

(11) شب قدر کی تلاش میں اجتہاد:

شب قدر کی اہمیت کے لیے اتنا کافی ہے کہ ایک مکمل سورت اس سلسلہ میں نازل ہوئی ہے جس سے اس کی فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس رات قیام سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"مَن قام ليلةَ القدرِ إيمانًا واحتسابًا، غُفِرَ له ما تقدَّمَ من ذنبِه".[صحیح بخاری:1901]

''جو شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ قیام کرے اس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔

زیادہ اجر کے حصول اور عظمت کے بیان کی خاطر اللہ نے

اس رات کومخفی رکھا چنانچہ اس کی تعیین کے سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں مگر راجح قول یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں (21،23،25،27،29) میں سے کوئی ایک ہے۔اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"تَحَرَّوْا ليلة القدرِ في الوِتْرِ، من العشرِ الأواخرِ من رمضانَ".[صحیح البخاری:2017]

"شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو"۔

لہٰذا عورتوں کو بھی طاق راتوں میں شب بیداری کرنی اور خوب خوب اطاعت اور بھلائی کے کام کرنے چاہئے۔

خواتین اور رمضان کے چند مسائل:

(1) مریض عورت کا حکم:

بیمار خواہ مرد ہوں یا عورت وہ دوطرح کے ہوتے ہیں ایک وہ مریض جو روزہ کی وجہ سے مشقت یا جسمانی تکلیف محسوس کرے یا شدید بیماری کی وجہ سے دن میں دوا کھانے پر مجبور ہوکر صوم توڑدے۔ضرر ونقصان کی وجہ سے ایک عورت جتنے روزے چھوڑے گی اتنے کا بعد میں قضا کرے گی۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾[البقرۃ:184]

"اور جو کوئی مریض ہو یا پھر مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے"۔

دوسری مریضہ جسکی شفا یابی کی امید نہ ہو اور ایسے ہی وہ ضعیف مرد وعورت جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان کے لئے روزہ ترک کرنا جائز ہے اور اس کے بدلے یومیہ ایک مسکین کو نصف صاع (تقریبا سوا کلو) گیہوں، چاول یا کھانے والی دوسری چیزیں دیدے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾

ترجمہ: اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔[البقرۃ:184]

(2) مسافر عورت کا حکم:

ماہ رمضان میں مسافر کے لئے بشرط مشقت روزہ چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾[البقرۃ:184]

"اور جو کوئی مریض ہو یا پھر مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے"۔

اگر سفر میں روزہ رکھنے میں مشقت نہ ہو تو مسافرہ حالت سفر میں بھی روزہ رکھ سکتی ہے ایک صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں روزہ کے بابت پوچھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"إن شئتَ صمتَ وإن شئتَ أفطرتَ".[صحیح نسائی:2293]

"اگر تم چاہو تو روزہ اور اگر چاہو تو روزہ چھوڑ دو"۔

(3) حائضہ وبچہ جننے والی عورت کا حکم:

حائضہ اور نفساء عورت معمول کے مطابق خون آنے تک روزہ چھوڑیں گی مثلاً حائضہ کے ہر ماہ کی ٹائمنگ پوری ہوجائے اور نفساء کے خون بند ہوجائیں تو روزہ رکھنا شروع کردیں۔کبھی کبھی نفساء چالیس دن سے پہلے ہی پاک ہوجاتی ہیں تو روزہ شروع کردیں گی۔دم فساد ودم استحاضہ آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے بلکہ انہیں روزہ جاری رکھنا ہوگا۔

(4) مرضعہ وحاملہ کا حکم:

دودھ پلانے والی عورت اور حمل والی عورت کو جب اپنے یا

بچے کے لئے خطرہ محسوس ہوتو روزہ چھوڑ سکتی ہے۔

”إنَّ اللَّهَ عزَّ وجلَّ وضعَ للمسافرِ الصَّومَ وشطرَ الصَّلاةِ ، وعنِ الحُبلَى والمُرضِعِ“.[صحیح النسائی: 2314]

”اللہ تعالی نے مسافر کے لئے آدھی نماز معاف فرما دی اور مسافر اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزے معاف فرما دیئے“۔

(5) قصدا روزہ توڑنے والی عورت کا حکم:

رمضان میں بغیر عذر کے قصدا روزہ چھوڑنے والی عورت گناہ کبیرہ کی مرتکب ہے۔ اسے پہلے اپنے گناہ سے سچی توبہ کرنی چاہئے اور جو روزہ چھوڑی ہے اس کی بعد میں قضا بھی کرے۔ اور اگر کوئی بحالت روزہ جماع کر لیتی ہے اسے قضا کے ساتھ کفارہ بھی ادا کرنا ہے۔ کفارہ میں لونڈی آزاد کرنا یا مسلسل دو ماہ کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یاد رہے بلا عذر روزہ توڑنے کا بھیانک انجام ہے۔

(7) بے نمازی عورت کے روزے کا حکم:

جیسے روزہ ارکان اسلام کا ایک رکن ہے اس طرح نماز بھی ایک رکن ہے۔ نماز کے بغیر روزے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جو نماز کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمان ہے:

”العَهدُ الَّذي بيننا وبينهم الصَّلاةُ، فمَن ترَكَها فَقد كَفرَ“.[صحیح الترمذی:2621]

ترجمہ: ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا عہد ہے، جس نے نماز کو چھوڑا پس اس نے کفر کیا۔

ماہ رمضان اور چند ہدایات:

(1) ایک خاتون کے لئے ماہ رمضان کی عبادات اور اپنی ذمہ داریوں کا ادراک ہونا چاہیے تا کہ وہ صیام وقیام، تلاوت قرآن وغیرہ کے ساتھ ساتھ اہل خانہ کے تئیں عائد فرائض کی کما حقہ ادائیگی پر قادر ہو سکے۔ ایسے میں تمام اوقات کو عبادات اور گھریلو کاموں میں بانٹنا اس کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ثابت ہوگا۔ علاوہ ازیں حیض ونفاس، دم استحاضہ، حمل ورضاعت، سفر ومرض جیسے عوارض کے احکام ومسائل کی معرفت حاصل کرنا بھی اس کے لئے ضروری ہے۔

(2) ایک خاتون کے ذمہ شوہر، بچوں اور دیگر اہل خانہ کے تئیں مختلف ذمہ داریاں ہوتی ہیں لہذا تمام لوگ عموماً اور عورت خصوصاً اپنے اوقات کو عبادات کے لئے دیگر ماہ سے زیادہ چاق وچوبند رہنے کے لئے اپنے اوقات کو منظم، کاموں کو مختصر ومرتب اور اپنے روزمرہ کے معمولات کو اس انداز میں طے کرے تا کہ بغیر تھکے ہوئے سارے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ عبادات کے لئے اسے بھرپور مواقع میسر ہو سکیں نیز وہ حسن نیت کے سبب اہل خانہ، مہمانوں اور دیگر نقل وحرکت بھی اس کے لئے کار خیر کے زمرے میں آسکے کیونکہ فرمان رسالت ہے۔"ذهب المفطرون اليوم بالأجر“[صحیح بخاری:2890وصحیح مسلم: 1119]

”آج افطار کرانے والے اجر سے مالا مال ہو گئے“۔

ورنہ وہ لاشعوری طور پر عظیم خسارے کی شکار اور نا قابل تلافی نقصان کا سامنا کرے گی جس پر کف افسوس ملنے کے سوا اس کے لئے کوئی چارۂ کار نہ ہوگا۔

(3) امور خانہ داری اور شوہر واولاد کی خدمت کی بجا آوری کرتے ہوئے ہمیشہ وہ اپنی زبان کو افضل وآسان ترین ذکر واذکار میں تر رکھے جیسے میزان کو بھرنے والے کلمہ ”الحمدللہ“ (والحمد لله تملأ الميزان)، اسی طرح دو ہلکے، میزان میں

بھاری اور رب کے نزدیک انتہائی پسندیدہ کلمے سے غافل نہ رہے"سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم" رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان، حبيبتان إلى الرحمن: سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم".[صحیح بخاری:6682]

اسی طرح زیادہ سے زیادہ آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھ کر ان گنت نیکیوں کے حصول، گناہوں کے پرانچے اڑانے، اور رفع درجات میں کامیاب ہو نبی علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں: "من صلّى عليَّ صلاة واحدة، صلى الله عليه عشر صلوات، وكتب له عشر حسنات، ومحا عنه عشر سيئات، ورفع له عشر درجات".

ایسے ہی وہ کلمہ (لا إلہ إلا اللہ) کو کیوں کر فراموش کر سکتی ہے جو ترازو میں ساری دنیا سے وزنی ہے۔

(4) تراویح کے لیے مساجد میں جاتے ہوئے خوشبو کے استعمال اور بے پردگی سے بچیں نیز بچوں کے ساتھ جانے کی صورت میں مساجد میں شور وشغب سے بچیں اور نمازیوں کے لیے مشکلات پیدا کرنے سے کلی گریز کریں، فضول گفتگو اور زیب وزینت کے اظہار سے کنارہ کشی اختیار کریں۔

(5) سلف صالحین کی طرح چھوٹے بچوں کو صوم وصلوٰۃ، خدمت صائمین، مساجد میں حاضری، تلاوت قرآن، شب بیداری وغیرہ مختلف کار خیر کی عادت ڈالنے کی بھرپور کوشش کریں اور پیار ومحبت بھرے انداز میں روحانی ماحول گھروں میں پیدا کریں تاکہ اس تربیت کا انکی عملی زندگی پر گہرا اثر مرتب ہو۔

(6) آخری عشرہ کو سال اور مہینوں کے عام عشروں اور عام راتوں کی طرح سے گمان نہ کریں بلکہ شب قدر کی تلاش میں ساری راتوں کو اعتکاف یا بغیر اعتکاف کے جاگنے میں گزاریں یا کم از کم پانچوں طاق راتوں کو تلاوت، نوافل، اذکار اور دعاؤں کے ساتھ معمور کریں اور اس کے لیے پیشگی طور پر ایک منظم شیڈول کے تحت کام کریں۔

(7) عمر رسیدہ خواتین اور دوشیزائیں جو صلاۃ تراویح کے لیے مسجد جانے سے قاصر ہوتی ہیں وہ اپنے گھروں میں حسب استطاعت پنج وقتہ صلوات وتراویح کا جماعت کے ساتھ اہتمام کریں اور آخری عشرہ کی طاق راتوں میں غیر ضروری امور سے کنارہ کشی کریں اسی طرح نوجوان بچے بچیاں اگر سوشل میڈیا یا لہو ولعب میں مشغول نظر آئیں تو انہیں وقت کی اہمیت اور خاص کر کے ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت کا احساس دلائیں۔

(8) بعض خواتین فجر سے قبل حیض سے پاک ہوجاتی ہیں لیکن غسل کرنے کے لئے وقت نہ ہونے کے باعث صوم نہیں رکھتی ہیں حالانکہ ان کے اوپر صوم رکھنا واجب تھا کہ بغیر غسل کے صوم کی نیت کرلیں اس لئے کہ صوم کی صحت کے لیے طہارت شرط نہیں ہے وہ اذان کے بعد غسل کر سکتی تھیں۔

(9) بعض اپنے بچوں اور بچیوں کو ان کی صوم رکھنے کی خواہش کے باوجود انہیں صوم سے منع کرتی ہیں کہ وہ ابھی چھوٹے ہیں، صحت خراب ہوجائے گی حالانکہ بعض بچے، بچیاں سن بلوغت کے قریب ہوتے ہیں لیکن پھر بھی صحت کی خرابی کا بہانہ بنا کر انھیں روکا جاتا ہے حالانکہ یہ تربیت کا اچھا موقع ہے اس پر خواتین کو توجہ دینی چاہیے۔

ردِّ بدعات ومنکرات

عظمتِ رمضان اور اس کی مروّجہ بدعات

● شیخ عبدالجبار انعام اللہ سلفی (استاذ جامعہ رحمانیہ کاندیولی، ممبئی)

سال کے 12 قمری مہینوں میں سے ایک رمضان بھی ہے، یہ اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے، لفظ رمضان رمض سے مشتق ہے جس کے معنی جلانا، زمین کی تپش سے پاؤں کا جلنا ہے، چونکہ یہ مہینہ گناہوں کو جلا کر نیست و نابود کر دیتا ہے، یا اس مہینے میں تشنگی (پیاس) کی شدت بہت تکلیف دیتی ہے یا اس وجہ سے کہ نام رکھنے کے وقت یہ مہینہ شدت گرما میں واقع ہوا تھا رمضان رکھا گیا۔[نور اللغات:204/3 قومی کونسل فروغ اردو زبان دہلی]

ماہِ رمضان بہت سارے فضائل و برکات کا حامل مہینہ ہے، اسی ماہ کے اندر دنیا کی سب سے عظیم الشان آسمانی کتاب قرآن مجید نازل کی گئی، جو پوری دنیا انسانیت کے لیے باعث ہدایت ورہنمائی ہے، جو بے شمار علوم وفنون کا مخزن وگنجینہ ہونے کے ساتھ اتنی جامع ہے کہ اسے سینوں میں محفوظ رکھنا آسان ہے، جس کے اندر اقوامِ ماضیہ کے قصص و واقعات اور امثال مذکور ہونے کے ساتھ زندگی کے تمام گوشوں وشعبوں کی طرف رہنمائی کے انمول نسخے، آخرت وفکر آخرت کے دلائل، دنیاوی حقیقت کے مقاصد موجود ہیں، جو تا قیامت آنے والے انسانوں کے لیے دستور حیات ہے، جو ایک موعظت، رحمت اور شفاء لما فی الصدور ہے، جو اپنے سے تعلق جوڑنے والے افراد واقوام کو دین و دنیا کی سعادتوں سے ہمکنار کرنے والی، اپنے سے اعراض و تغافل برتنے والوں کو ذلیل وخوار کرنے والی اور پستی کے اندر ڈالنے والی ہے، جس کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملنے والی ہیں، جس کی تلاوت سے شیطان راہ فرار اختیار کر لیتا ہے، جس کے پڑھنے سے اللہ کی رحمت کی برسات ہوتی ہے، جو قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گی۔

یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے اندر روزہ جیسی اہم عبادت کی فرضیت ہوئی، جو تقوی کے حصول کا ذریعہ، گناہوں سے بچنے کا ڈھال ہے، جو روزہ دار کے لیے قیامت کے دن شفاعت کرنے والا اور روزہ کی حالت میں وفات پانے والے کو جنت میں لے جانے والا ہے، جو انسان کو مہذب اور شائستہ بناتا ہے، جس سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے، جس سے شہوانی قوتوں میں اعتدال وتوازن پیدا ہوتا ہے، جو جوارح ظاہری اور قوائے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے۔

یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے آتے ہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عذاب سے بچانے اور انہیں ہر طرح کی سعادتوں اور رحمتوں سے مالا مال کرنے کیلئے جہنم کے دروازے بند اور جنت کے دروازے کھول دیتا ہے، سرکش شیاطین کو جکڑ دیتا ہے، اس ماہ کے اندر ایک ایسی مبارک اور پرسعادت رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، جس میں فرشتوں اور جبرائیل کا نزول ہوتا ہے، جس میں اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

یہ وہ مہینہ ہے جس میں کی گئی دعائیں رد نہیں کی جاتی ہیں، جس میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے، جس میں صدقہ

وخیرات کرنے اور دیگر نیکیوں کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے سے انسان کے اجروثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔

غرضیکہ رمضان اپنی تمام تر گونا گوں خوبیوں کی وجہ سے بہت ہی اہمیت وفضیلت کا حامل مہینہ ہے، لیکن افسوس اس امت کی بدنصیبی کہ اتنی خوبیوں کے حامل مہینہ کے اندر بھی بدعات ومنکرات کے رسیا لوگوں نے متعدد خرافات اور بدعات ایجاد کر لی ہیں۔ جنہیں عبادت سمجھ کر انجام دیا جاتا ہے حالانکہ ان کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چند ایک کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

1-زبان سے نیت کرنا:

ماہ رمضان میں ایک بدعت اور خلافِ سنت عمل یہ انجام دیا جاتا ہے کہ سحری کے وقت ان الفاظ کے ساتھ "نویت ان اصوم غدا لله تعالیٰ من شهر رمضان هذا". روزے کی نیت کی جاتی ہے، اس کے متعلق تین باتیں پیش نظر رہنی چاہیے:

- پہلی بات یہ کہ یہ الفاظ کسی حدیث کی کتاب میں موجود نہیں ہیں اور نہ کسی صحابی وتابعی سے یہ ثابت ہیں۔
- دوسری بات یہ کہ ان الفاظ کے معنی پر غور کریں تو بذات خود اس دعا کی حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ یہ دعا گھڑی ہوئی ہے، وہ اس طور پر کی اسلامی تاریخ کا آغاز مغرب سے ہو جاتا ہے، مغرب ہوئی کہ آج شروع ہو گیا اور سحری کے وقت کہا جاتا ہے کہ ''میں نے نیت کی کل کے روزے کی'' روزہ رکھ رہا ہے آج اور نیت کر رہا ہے کل کی، الفاظ کے معانی بتلاتے ہیں کہ یہ نبی سے ثابت نہیں ہے، اگر اللہ کے نبی ﷺ کی تعلیم ہوتی تو الفاظ اور معنی کا اتنا بڑا اجھول نہ ہوتا۔
- تیسری بات یہ کہ نیت کہتے ہیں دل کے ارادے کو آدمی نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا کہ آج مجھے روزہ رکھنا ہے بس ہو گیا اسے زبان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اللہ کے نبی ﷺ نے بیان فرمایا: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" عملوں کا دارومدار نیت پر ہے۔[صحیح بخاری حدیث:1]

2-سحری میں جلدی کرنا:

ماہ رمضان میں ایک خلافِ سنت کام یہ کیا جاتا ہے کہ سحری کا جو وقت ہے اس سے کافی پہلے سحری کھانا پینا بند کر دیا جاتا ہے، اور اس کے لیے باقاعدہ مائک وغیرہ سے اعلان بھی کیا جاتا ہے، جبکہ نبی ﷺ کی سنت تاخیر سے سحری کھانا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سحری میں تاخیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔[سنن بیہقی حدیث:2329،2330]

اور حضرتِ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ سحری کیا پھر آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے'' راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اذان اور سحری کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ تو حضرت زید بن ثابت نے کہا کہ 50/ آیتوں کی مقدار کا فاصلہ''[صحیح بخاری حدیث:1921] یعنی سحری اور نماز میں بہت کم فاصلہ ہوا کرتا تھا، آپ ﷺ بالکل آخری وقت میں سحری تناول فرماتے تھے۔

3-افطار میں تاخیر کرنا:

ماہ رمضان میں ایک بدعت یہ رائج ہے کہ احتیاط کے نام پر افطار میں تاخیر کی جاتی ہے، اور یہ شبہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ سورج غروب ہوا یا نہیں؟ جبکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ". جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے خیر وبھلائی میں رہیں گے۔

سنت کا طریقہ یہ ہے کہ جب سورج غروب ہو جائے فورا افطار کر لینی چاہیے۔''ایک سفر میں نبی ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ ستو گھولو صحابہ کرام نے کہا سورج ابھی باقی ہے، فرمایا میں کہہ رہا ہوں کہ ستو گھولو، ستو گھولا گیا اور جیسے ہی سورج غروب ہوا نبی

ﷺ نے فورا افطار کرلیا‘‘۔[صحیح بخاری حدیث:1955،صحیح مسلم حدیث:1101]

یہ تو رہا آپ ﷺ کا عمل آپ ﷺ نے اپنی امت کو درس دیتے ہوئے فرمایا کہ:"إِذَا رَأَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ". ’’جب رات یہاں سے آجائے تو روزے دار افطار کرلے‘‘۔[صحیح بخاری حدیث:1958]

اور صحیح مسلم کے الفاظ اس طرح ہیں:

"إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا، وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا ؛ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ".جب سورج یہاں سے (پچھّم کی طرف) غروب ہوجائے اور ادھر (مشرق) سے رات آجائے تو روزہ دار افطار کرلے۔[صحیح مسلم حدیث:1101]

4-غیر ثابت ومن گھڑت دعائیں پڑھنا:

بہت سارے ممالک میں ماہ رمضان میں ایک بدعت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ مختلف من گھڑت دعائیں پڑھی جاتی ہیں مثلا تراویح میں ہر دو رکعات کے بعد ایک دعا پڑھی جاتی ہے جس کے آخر میں یا مجید! یا مجید! کے الفاظ ہوتے ہیں جبکہ اللہ کے نبی ﷺ سے کہیں یہ دعا ثابت نہیں ہے۔یہی صرف نہیں بلکہ بہت سارے سحر وافطار کے نقشہ جات میں پہلے عشرے دوسرے عشرے اور تیسرے عشرے کی ایسی الگ الگ دعائیں بھی درج ہوتی ہیں جن کا تذکرہ کسی بھی حدیث کی کتاب میں نہیں ملتا ہے۔

5-شبینے کا اہتمام کرنا:

ماہ رمضان میں تراویح کے نام پر شبینہ کا اہتمام کیا جاتا ہے، ایک رات میں قرآن مجید کو مکمل کیا جاتا ہے، جبکہ اللہ کے نبی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس کے برخلاف نبی ﷺ نے فرمایا:’’جس نے تین دن سے کم میں قران کو ختم کیا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں‘‘۔[سنن أبي داود حدیث:1390]

اور ایک روایت میں اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:"اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ". قُلْتُ : إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. حَتَّى قَالَ: "فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ، وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ". کہ قرآن کو ایک مہینہ میں ختم کروانہوں نے کہا میرے اندر اس سے زیادہ طاقت ہے،تو آپ ﷺ نے کہا کہ سات دن میں ختم کرو اس سے کم میں نہیں۔

ایسا پڑھنے والے اور سننے والے لوگ قرآن مجید کو کتنا سمجھتے ہیں وہی لوگ بتا سکتے ہیں جو ایک رات میں قرآن ختم کرتے ہیں، اور ایسا کر کے صرف عوام الناس سے پیسہ حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، بلکہ رمضان کی آمد سے پہلے ہی جگہیں اور تاریخیں متعین ہوجاتی ہیں اور اسی حساب سے شبینے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

6-ماہ رمضان میں صلاۃ التسبیح کو جماعت سے ادا کرنا:

شریعت نے جس عبادت کو جس انداز میں ادا کرنے کا حکم دیا ہے اسے ویسے ہی ادا کرنا چاہیے، شریعت نے نماز پنجگانہ، جمعہ، عیدین، تراویح، کسوف وخسوف اور استسقاء کی نماز کو باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا، لیکن نوافل کو انفرادا پڑھنے کو افضل بتلایا ہے، اس لیے صلاۃ التسبیح کو باجماعت ادا کرنا خصوصا رمضان کے مہینے میں اور وہ بھی پابندی کے ساتھ شریعت کے خلاف عمل ہے، اور بدعت ہے۔

7-تراویح کی ایک رکعت میں مکمل سورہ انعام پڑھنا:

نماز تراویح کی آخری رکعت میں مکمل سورہ انعام پڑھنا یہ بھی ایک بدعت ہے، جو مختلف اسلامی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے، یہ عمل ایک حدیث:"نزلت سورة الأنعام جملة واحدة يشيعها سبعون ألف ملك لهم زجل بالتسبيح والتحميل" کی بنیاد پر انجام دیا جاتا ہے۔

حالانکہ محدثین کے نزدیک اس روایت کی کوئی اصل نہیں

ہے، امام ہیثمی رحمہ اللہ مجمع الزوائد (7/19،20) میں کہتے ہیں: "رواه الطبراني في الصغير وفيه يوسف بن عطيه الصفار وهو ضعيف" کہ اس کو امام طبرانی نے المعجم الصغیر روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی یوسف بن عطیہ الصفار ہے وہ ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر نے اسے متروک کہا ہے۔[التقریب:2/381]

اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی اس سورہ کو ایک رکعت میں اس کے پڑھنے کے استحباب پر دلیل نہیں ہو سکتی ہے، بلکہ یہ فضیلت قرآن کی تمام سورتوں کے بارے میں ہے کہ افضل یہی ہے کہ اگر کوئی شخص نماز یا غیر نماز میں قرآن پڑھنا شروع کرے تو اسے بیچ میں نہ کاٹے بلکہ سورت مکمل کر لے۔ عام طور پر سلف کی یہی عادت تھی۔

دوسری بات یہ کہ یہ عمل نبی کریم ﷺ کی تعلیم کے خلاف ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ نماز میں مصلیوں کا خیال رکھا جائے اور اتنی لمبی نماز نہ پڑھائی جائے کہ جس سے وہ اکتا جائیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے لمبی سورت پڑھانے کی وجہ سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا اور کہا اے معاذ! "کیا تم لوگوں کو فتنوں میں ڈال دو گے"۔[صحیح بخاری حدیث:705،صحیح مسلم حدیث:465]

اسی طرح یہ مکمل سورۃ نماز تراویح کی آخری رکعت میں پڑھنا صریح سنت نبوی کی خلاف ورزی ہے، آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ آپ کی پہلی رکعت لمبی اور دوسری اس سے کم ہوا کرتی تھی حدیث کے الفاظ ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسُورَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى، وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَيُسْمِعُ الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ"[صحیح بخاری حدیث:759،صحیح مسلم حدیث:451]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: **(نعم) بدعة ، فإنه لم ينقل عن النبي ﷺ ولا عن أحد من الصحابة والتابعين، ولا غيرهم من الأئمة أنهم تحروا ذلك، وإنما عمدة من يفعله ما نقل عن مجاهد وغيره من أن سورة الأنعام نزلت جملة مشيعة بسبعين ألف ملك فاقرأوها جملة لأنها نزلت جملة، وهذا استدلال ضعيف، وفي قرائتها جملة من الوجوه المكروهة أمور منها:**

أن فاعل ذلك يطول الركعة الثانية من الصلاة على الأولى تطويلاً فاحشاً والسنة تطويل الأولى على الثانية كما صح عن النبي ﷺ.

ومنها: تطويل آخر قيام الليل على أوله. وهو بخلاف السنة، فإنه كان يطول أوائل ما كان يصليه من الركعات على أواخرها، والله أعلم).ه

[مجموع الفتاوی:23/121]

8-صلاۃ مغرب کے بعد نماز تراویح پڑھنے کی بدعت:

یہ رافضیوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے، اس لیے کہ وہ نماز تراویح کو مکروہ سمجھتے ہیں اور اسے بدعت تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو عمر بن خطاب نے ایجاد کیا ہے۔[مختصر التحفۃ الاثنی عشریۃ للآلوسی ص:255]

حالانکہ عشاء سے قبل تراویح پڑھنے سے وہ تراویح مانی ہی

نہیں جائے گی کیونکہ تراویح کی نماز عشاء کے بعد پڑھنا سنت ہے اسی پر تمام ائمہ وسلف کا اتفاق ہے اور نبی کریم ﷺ کے عمل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے تراویح کی نماز عشاء کے بعد پڑھی ہے، کہیں یہ ثبوت نہیں کہ نمازِ عشاء سے پہلے آپ نے اسے ادا کیا ہو، اسی لیے اسے قیام اللیل یا قیام رمضان کا نام دیا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا:

''تراویح میں سنت یہ ہے کہ اسے عشاء کے بعد پڑھا جائے جیسا کہ اس پر تمام سلف اور ائمہ کا اتفاق ہے، عہد نبوی، عہد خلفائے راشدین اور عہد ائمہ مسلمین میں یہی طریقہ رائج تھا، کسی سے یہ نہیں معروف ہے کہ انہوں نے عشاء سے پہلے اس نماز کو ادا کیا ہو، اسی لیے اسے قیام رمضان اور قیام لیل کا نام دیا جاتا ہے، اور قیام لیل رمضان اور غیر رمضان میں عشاء کے بعد ہی انجام پاتا ہے اس لیے جس نے عشاء سے پہلے اس کو ادا کیا تو وہ مبتدعین اور سنت کی مخالفت کرنے والوں کے راستہ پر چلا''۔[ملخص از مجموع الفتاوی:119/23تا121]

9-ختم قرآن کے بعد اجتماعی دعا کی بدعت:

اس مبارک مہینہ میں ایک بدعت یہ عام ہے کہ جب نمازِ تراویح میں قرآن ختم ہوتا ہے تو بلند آواز سے اجتماعی طور پر دعائیں کی جاتی ہیں، اور اگر کوئی تنہا بھی دعا کرتا ہے تو نہایت بلند آواز سے، جب کی یہ عمل قرآن کی آیت:

﴿ٱدۡعُواْ رَبَّكُمۡ تَضَرُّعٗا وَخُفۡيَةًۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلۡمُعۡتَدِينَ﴾[الاعراف:۵۵]

تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کے بھی اور چپکے چپکے بھی واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نہ پسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔ کے عین خلاف ہے، رمضان کا یہ مہینہ خشوع وخضوع اور تضرع وخاکساری کے ساتھ عبادت کرنے، سچی توبہ کے ذریعے اللہ کی طرف رجوع کرنے اور گناہوں سے معافی مانگنے کا مہینہ ہے، ہر انسان کو چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق نبی ﷺ، صحابہ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین سے ثابت ماثور دعاؤں کے ذریعے دعا کرے، جو ریا ونمود، غیر اللہ کو پکارنے اور اس کے ذریعے توسل پکڑنے سے بالکل خالی ہوں، خاص طور سے سری طور پر دعا کرنا یہ اخلاص سے زیادہ قریب ہے، چنانچہ جب صحابۂ کرام نے دعا کے ذریعے اپنی آوازیں بلند کیں تو نبی ﷺ نے ان سے کہا:

"أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا علَى أَنْفُسِكُمْ، إنَّكُمْ ليسَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا، وَهو معكُمْ". اے لوگو تم اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو، جو تم سے دور ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔[صحیح بخاری حدیث:4205، صحیح مسلم حدیث:2704]

ایک روایت میں ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

"وَالَّذِي تَدْعُونَهُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَةِ أَحَدِكُمْ". جس ذات کو تم پکارتے ہو وہ تم میں سے ہر ایک کے اس کی سواری کی گردن سے زیادہ قریب ہے۔[صحیح مسلم حدیث:2704]

10-غزوۂ بدر کی یاد میں محفل منعقد کرنا:

اس مبارک ماہ میں ایک بدعت یہ انجام دی جاتی ہے کہ جب ماہ رمضان کی 17 ویں تاریخ کی رات آتی ہے تو لوگ جس میں اکثریت عوام کی ہوتی ہے مسجد میں اکٹھا ہوتے ہیں، پھر قرأت قرآن کے ذریعے محفل شروع ہوتی ہے، قرأت قران کے بعد

واقعۂ بدر اور اس کے متعلق دیگر واقعات بیان کیے جاتے ہیں اور اس مناسبت سے بعض قصیدے پڑھے جاتے ہیں، جبکہ رمضان کی 17 رویں تاریخ کی رات مسجد یا کسی اور جگہ اکٹھا ہونے، ذکر کرنے، قصائد پڑھنے اور اسے شرعی امر بنانے کے متعلق کتاب وسنت کے اندر کوئی مستند دلیل نہیں ملتی ہے، اور نہ صحابہ، تابعین اور سلف صالحین سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے، گویا کہ ایک بدعت ہے جو عوام الناس انجام دیتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ”متعدد ایام میں نبی علیہ السلام کے خطبے اور وقائع موجود ہیں، جیسے یوم بدر، یوم حنین، یوم خندق، فتح مکہ، آپ کا ہجرت کرنا، مدینہ کے اندر داخل ہونا وغیرہ۔ مگر ان ایام کو عید بنانا قطعی طور پہ جائز نہیں ہے، یہ یہود ونصاریٰ کا شعار ہے، اللہ نے اسے مشروع نہیں قرار دیا کہ اس کی اتباع کی جائے، اور یہ دین میں نئی بات پیدا کرنا ہوگا“۔ [اقتضاء الصراط المستقیم:2/614،615]

11۔ جمعۃ الوداع کی بدعت:

ماہ رمضان میں ایک بدعت اور خلاف سنت امر یہ پایا جاتا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ کو بہت متبرک اور باعث اجر وثواب سمجھا جاتا ہے، اس دن روزہ رکھنے کو دوسرے دنوں کے روزوں کے مقابلے میں زیادہ باعث ثواب جانا جاتا ہے، اسی لیے اس کی آمد سے قبل لوگ اس کے لیے تیاریاں شروع کر دیتے ہیں، حتی کہ جو کبھی روزہ نہیں رکھتا، فرائض کی ادائیگی نہیں کرتا، اس دن غسل کر کے، اچھے سے اچھا کپڑا زیب تن کر کے اور خوشبو لگا کر مسجد کا رخ کرتا ہے اور اس دن کے مزعومہ ومفروضہ ثواب کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ تصور کرتا ہے کہ یہ رمضان کا آخری جمعہ ”جمعۃ الوداع“ ہے۔ واضح رہے کہ یہ خیال وتصور بالکل غلط اور باطل ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، شیطان نے اس قسم کے خیالات لوگوں کے دلوں میں اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ وہ فرائض کے بجالانے میں کوتاہی کریں۔ رہی بات جمعہ کے دن کی تو احادیث میں خصوصی فضیلت جمعہ کی ثابت ہے، لیکن فضیلت کے اعتبار سے رمضان کے تمام جمعے برابر ہیں، آخری جمعہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

بعض لوگ آخری جمعہ کے خطبے میں ”الوداع الوداع یا شہر رمضان“ پڑھتے ہیں، اس کی بھی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے دیوبندی مکتب فکر کے ایک جید عالم مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس بارے میں ایک رسالہ بنام ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعہ رمضان“ لکھا ہے، اور اس میں رمضان کے آخری جمعہ میں ہونے والی بدعات پر رد کیا ہے۔

12۔ رمضان کے آخری جمعہ کو قضاء عمری پڑھنے کی بدعت:

بعض لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ اگر کسی سے عمر بھر کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں تو رمضان کے آخری جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد چار رکعات یا 12 رکعتیں قضا کی نیت سے پڑھ لے تو تمام قضاء نمازوں سے اس کا ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ مروجہ قضاء عمری بدعت ہے، اس کے بارے میں جتنی بھی روایتیں پیش کی جاتی ہیں سب موضوع ومن گھڑت ہیں۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”یہ حدیث کہ جو شخص رمضان کے آخری جمعہ میں دن رات کی پانچ فرض نمازیں پڑھ لے ان سے اس کے سال بھر کی جتنی نمازوں میں خلل رہا ہو ان سب کی قضا ہو جاتی ہے“ کسی شک کے بغیر موضوع ہے۔
[الفوائد المجموعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ ص:54،ط-دار الکتب العلمیہ]

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”یہ روایت کی جو شخص رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز قضا پڑھ لے تو 70 سال تک اس کی عمر میں جتنی نمازیں چھوٹی ہوں ان سب کی تلافی ہو جاتی ہے“ یہ روایت قطعی طور پہ باطل ہے، اس لیے کہ یہ

حدیث اجماع کے خلاف ہے، اجماع اس پر یہ ہے کہ کوئی بھی عبادت سالہا سال کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی ہے۔[الموضوعات الکبری ص:356،ط-موسسۃ الرسالۃ]

13۔رمضان کو الوداع کہنے کی بدعت:

اس مبارک ماہ میں ایک بدعت یہ انجام دی جاتی ہے کہ جب رمضان کے تین یا پانچ ایام باقی بچتے ہیں تو موذنین اور ان کے پیروکار مسجد میں اکٹھا ہوتے ہیں، جب امام وتر پڑھ کر فارغ ہوتا ہے تو ماثور تسبیحات و دعاؤں کو ترک کر کے رمضان کے ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے بلند آواز سے چیخ چیخ کر کچھ منظوم اشعار پڑھتے ہیں، اور پھر تمام مصلیان بھی اس میں حصہ لیتے ہوئے اس عمل کو انجام دیتے ہیں، اور ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ اب رمضان ختم ہونے والا ہے اس لیے اسے الوداع کیا جائے۔ یہ بھی بدعت ہے کیونکہ نبی ﷺ، صحابہ، تابعین و تبع تابعین کسی سے یہ ثابت نہیں ہے۔

14۔عید کارڈ کی بدعت:

ہمارے سماج و معاشرہ میں ایک خلاف سنت امر یہ بھی پایا جاتا ہے کہ رمضان شروع ہونے کے بعد جس طرح عید قریب آتی جاتی ہے لوگ مختلف ڈیزائنوں پر مشتمل اپنے دوست واحباب کو عید کارڈ بھیجنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ دین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، ہاں چاند کا اعلان ہو جانے کے بعد عید کی مبارکبادی دینا اسی طرز و طریقہ پر درست ہے جو نبی ﷺ سے ثابت ہے، جب عید کا چاند نظر آجائے تو "**تقبل اللہ منا ومنکم**" جیسے مبارک الفاظ کے ذریعے مبارکبادی دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن چاند نظر آنے سے قبل عید کارڈ بھیجنا اور وہ بھی فحش و غلط تصاویر کے ساتھ ناجائز و غیر درست ہے۔

یہ اور اس طرح کی اور بہت ساری بدعات ہیں جو اس بابرکت مہینے میں انجام دی جاتی ہیں، اور تعجب تو یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں عبادت سمجھ کر کی جاتی ہیں۔حالانکہ ان سے صرف انسان کا وقت ضائع ہوتا ہے بقیہ اس کے ہاتھ کچھ آنے والا نہیں ہے، بلکہ کل قیامت کے دن اللہ تعالی ایسے لوگوں کے اس طرح کے اعمال کو ھباء امنثورا کر دے گا، اللہ نے ایسے لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا:﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ [الکھف:۱۰۳-۱۰۴] آپ ان سے کہئے: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ لوگوں میں اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی تمام تر کوشش دنیا کی زندگی کے لئے ہی کھپا دیں پھر وہ یہ بھی سمجھے بیٹھے ہیں کہ وہ بڑے اچھے کام کر رہے ہیں۔

دراصل یہ سب شیطانی چالیں ہیں کہ وہ غلط اعمال کو انسانوں کے سامنے مزین کر کے پیش کرتا ہے اور وہ اس کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

﴿أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾[فاطر:۸] کیا پس وہ شخص جس کیلئے اس کے برے اعمال مزین کر دیئے گئے پس وہ انہیں اچھا سمجھتا ہے (کیا وہ ہدایت یافتہ شخص جیسا ہے)، (یقین مانو) کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے راہ راست دکھاتا ہے۔پس آپ ان پر غم کھا کھا کر اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالیں جو کچھ کر رہے ہیں اس سے یقیناً اللہ تعالیٰ بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عظمت رمضان کو سمجھنے، اس کی برکتوں کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور بدعات ومنکرات سے محفوظ رکھے آمین۔

ترغیب وترہیب

زکاۃ نہ ادا کرنے پر دنیوی واخروی سزائیں

● شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی (داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

اسلام کے تیسرے عظیم رکن ''فریضہ زکاۃ'' کی عدم ادائیگی پر اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں ایسی سزائیں سنائی ہیں اور ایسے دردناک عذاب کی وعیدیں اور خوفناک دھمکیاں دی ہیں، جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، ذیل میں چند آیات واحادیث ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ زکاۃ نہ ادا کرنے والے دنیا میں بھی اللہ کی گرفت اور سزاؤں سے دوچار ہوں گے اور آخرت میں بھی ان کے لئے دردناک وعیدیں اور دھمکیاں ہیں۔[صحیح فقہ السنۃ وأدلتہ وتوضیح مذاہب الأئمۃ :2/9، والفقہ الاسلامی وأدلتہ للزحیلی: 3/1793، وموسوعۃ الفقہ الاسلامی، از محمد بن ابراہیم التویجری:3/70]

اولاً: دنیوی گرفت اور سزائیں۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں: قدری اور شرعی۔

۱۔ قدری سزائیں:

اللہ سبحانہ وتعالی زکاۃ نہ ادا کرنے والوں کو دنیا میں طرح طرح کی قدری سزاؤں سے دوچار کرتا ہے، مثلاً قحط سالی، پانی کی قلت، بھکمری اور اشیاء خوردنی اور غذاؤں کی قلت میں مبتلا کردیتا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ قَطُّ إِلَّا كَانَ الْقَتْلُ بَيْنَهُمْ، وَلَا ظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ، وَلَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ إِلَّا حَبَسَ اللَّهُ عَنْهُمُ الْقَطْرَ". [المستدرک علی الصحیحین للحاکم :2/ 136، حدیث:2577، وشعب الایمان للبیہقی: 5/21، حدیث: 3039، و3040،و3043، والسنن الکبری للبیہقی: 3/483، حدیث:6397،و6398، و18850۔ حدیث صحیح ہے، دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب [صحیح لغیرہ]:2/621، حدیث:2418، و[صحیح]:3/156، حدیث:3005، نیز دیکھئے: حدیث: 763، صحیح لغیرہ، وسلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ:1/219، حدیث:107]

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم معاہدہ شکنی کرتی ہے، اس میں قتل وخونریزی عام ہوجاتی ہے، اور جس قوم میں فحاشی ظاہر ہوجاتی ہے، اللہ اُن پر موت مسلط کردیتا ہے، اور جو قوم زکاۃ روک لیتی ہے (ادا نہیں کرتی) اللہ اُن سے بارش روک لیتا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ إِلَّا ابْتَلَاهُمُ

اللّٰهُ بِالسِّنِينَ".[المعجم الأوسط:5/26، حدیث:4577، وحدیث: 6788، والفوائد لتمام البجلی الدمشقی:1/368، حدیث:940۔ حدیث صحیح ہے، دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب [صحیح لغیرہ]:1/467، حدیث: 763، وسلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ:1/219، حدیث:107]

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو قوم زکاۃ روک لیتی ہے (ادا نہیں کرتی) اللہ اُنہیں قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین کو پانچ آزمائشوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

"يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ: وَأَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: ... وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا".[سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات: 2/1332، حدیث :4019، والمستدرک علی الصحیحین للحاکم:4/582، حدیث:8623، وشعب الایمان للبیہقی:5/22، حدیث:3042،3043، اورعلامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے کہیں حسن اور کہیں صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ:1/216، حدیث:106، وصحیح الجامع: 2/924، حدیث: 5204، وصحیح الترغیب والترھیب، حدیث: 764،1761، 2187]

''اے مہاجرین کی جماعت پانچ آزمائشیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا کئے جاؤ؛ اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم اُن سے دوچار ہو...(اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جو لوگ بھی اپنے مالوں کی زکاۃ روک لیتے ہیں' ان سے آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے، اور اگر مویشی نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی''۔

۲۔ شرعی سزائیں:

زکاۃ نہ ادا کرنے والوں کے حق میں شرعی سزاؤں کی حسب ذیل دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت:

اگر مانع زکاۃ حاکم وقت کے قابو میں ہو تو اُس سے جبراً و قہراً زکاۃ وصول کی جائے گی، بلکہ بطور تعزیر اور سزا اُس کا نصف مال (یا نصف مال زکاۃ) بھی لیا جائے گا، کیونکہ اُس نے ایک عظیم رکن کی حرمت کو پامال کیا ہے۔[الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:8/248، و12/271]

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:"فِي كُلِّ سَائِمَةِ إِبِلٍ فِي أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ، وَلَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا بِهَا فَلَهُ أَجْرُهَا، وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا وَشَطْرَ مَالِهِ، عَزْمَةً مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا عَزَّ وَجَلَّ، لَيْسَ لِآلِ مُحَمَّدٍ مِنْهَا شَيْءٌ".[سنن أبی داود:2/101، حدیث:1575، وسنن النسائی:5/15، حدیث:2444، و:5/25، حدیث:2449، ومسند أحمد طبع الرسالۃ: 33/220، حدیث: 20016، 20038،20041-حسن)، وسنن الدارمی:2/1043، حدیث:1719- جید، وصحیح ابن خزیمۃ:4/18، حدیث:2266-حسن، والمستدرک علی الصحیحین للحاکم:1/554، حدیث:1448، والسنن الکبری للبیہقی:4/176، حدیث: 7328،7390، والمعجم الکبیر للطبرانی:19/411، حدیث:985-988، والسنن الکبری للنسائی:3/11، حدیث:2236، و3/15، حدیث:2241، اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی تحقیقات میں حسن قرار دیا ہے، دیکھئے:

إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل: 3/263، حدیث: 791، وصحیح سنن أبی داود: 5/296، حدیث: 1407، وصحیح الجامع الصغیر: 2/784، حدیث: 4265]

واضح رہے کہ سنن ابوداود، دارمی اور المعجم الکبیر طبرانی وغیرہ کی روایت میں "**شَطْرَ مَالِهِ**" (اُس کا آدھا مال) کے الفاظ ہیں، جبکہ دیگر کتابوں کی روایت میں "**شَطْرَ إِبِلِهِ**" (اس کے آدھے اونٹ) کے الفاظ ہیں۔

بہز بن حکیم اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چرنے والے چالیس اونٹوں میں (یعنی ایک سو بیس سے زیادہ ہونے پر) ایک دو سالہ مادہ بچہ ادا کرنا ہے، اونٹوں کو اس کے حساب سے جدا نہیں کیا جائے گا (یعنی دو شریک اپنی اپنی ملکیت الگ نہیں کر سکتے)، جو اسے حصول اجر وثواب کے لئے دے گا، اُسے اس کا اجر ملے گا، اور جو نہیں دے گا، ہم اُس سے وہ اور اُس کا آدھا مال بھی لے لیں گے [①]، کیونکہ یہ ہمارے رب کے واجبی حقوق میں سے ایک حتمی حق ہے، اس میں محمد ﷺ کے گھر والوں کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

① [امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں: "اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ امام وقت کے لئے زبردستی زکاۃ لینا جائز ہے" نیل الأوطار: 4/147، نیز دیکھئے: سبل السلام للصنعانی: 1/521]

جبکہ جمہور اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ صرف زکاۃ وصول کی جائے گی، اس سے زیادہ کچھ نہیں لیا جائے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"**لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ**". [سنن ابن ماجہ، کتاب الزکاۃ، باب ما أدی زکاتہ لیس بکنز: 1/570، حدیث: 1789]

مال میں زکاۃ کے علاوہ کوئی حق نہیں ہے۔

اُن کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے آدھا مال لینے والی حدیث منسوخ ہے۔

لیکن یہ بات حسب ذیل دو وجوہ کی بنا پر قابل اعتنا نہیں ہے، جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے:

اول: یہ کہ یہ حدیث ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔ [دیکھئے: سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ (9/370)، حدیث (4383)، وضعیف الجامع الصغیر (ص: 708)، حدیث (4909)، والتلخیص الحبیر (2/312)، حدیث (829)]

دوم: یہ کہ نسخ کے لئے تاریخ معلوم ہونا ضروری ہے، جبکہ تاریخ نامعلوم ہے۔ [دیکھئے: نیل الأوطار للشوکانی (4/147)، وصحیح فقہ السنۃ وأدلتہ وتوضیح مذاہب الأئمۃ، از، ابو مالک کمال سالم (2/9-10)، والموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ (23/231)، نیز تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (22/37-40)، از علامہ اثیوبی رحمہ اللہ]

دوسری صورت:

اگر مانع زکاۃ حاکم وقت کے قابو میں نہ ہو تو اُس سے قتال کیا جائے گا، جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ...**". [صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قول اللہ تعالی: ﴿فَإِن تَابُوا۟ وَأَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا۟ ٱلزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا۟ سَبِيلَهُمْ﴾، 1/14، حدیث (25)]

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں، زکاۃ دیں۔

اور خلیفہ رسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکاۃ کے سلسلہ میں فرمایا: [دیکھئے: المجموع شرح المہذب، از امام نووی (5/333)]

"وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ، وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الحَقُّ". [صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، 9/93، حدیث: 7284، وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتیٰ یقولوا: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، 1/51، حدیث: 20]

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تو اس شخص سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ سے ایک رسی بھی روک لیں گے جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے، تو میں اُس کے روکنے پر بھی اُن سے جنگ کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔ واللہ اعلم

ثانیاً: اخروی وعیدیں:

زکاۃ نہ ادا کرنے والوں کے حق میں دنیا میں قدری وشرعی سزاؤں کے علاوہ کتاب وسنت میں آخرت میں دردناک عذاب کی وعیدیں بھی وارد ہیں، چند آیات واحادیث بطور مثال ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: آیات کریمہ:

۱۔ مانع زکاۃ کے لئے آخرت میں ویل اور ہلاکت وتباہی کی وعید ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۝٦ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُم بِٱلْءَاخِرَةِ هُمْ كَٰفِرُونَ﴾ [فصلت: 6-7]

اور ان مشرکوں کے لیے (بڑی ہی) خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی منکر ہی رہتے ہیں۔

۲۔ زکاۃ نہ دینے والے کے لئے آخرت میں نار جہنم کے دردناک عذاب کی وعید ہے، ارشاد باری ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝٣٤ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِى نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا۟ مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ [التوبۃ: 34-35]

اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔ جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا کر رکھا تھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔

۳۔ زکاۃ نہ دے کر بچایا گیا مال قیامت کے دن اژدھے

کی شکل میں طوق بنا کر گلے میں ڈالا جائے گا۔

ارشاد باری ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا۟ بِهِۦ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَٰثُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝١٨٠﴾ [آل عمران:180]

جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لئے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے، آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔

ثانیاً: احادیث نبویہ:

۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **"مَانِعُ الزَّكَاةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ"**. [المعجم الصغیر للطبرانی (2/145)، حدیث (935)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح الجامع الصغیر (2/1011)، حدیث (5807)، وصحیح الترغیب والترہیب (1/467)، حدیث (762)]

انس بن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زکاۃ نہ دینے والا قیامت کے دن جہنم میں ہوگا۔

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **"مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ - يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ - ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ"**، ثُمَّ تَلاَ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا۟ بِهِۦ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَٰثُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝١٨٠﴾ [آل عمران:180] [صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ: 2/106، حدیث: 1403، وکتاب التفسیر، باب قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ﴾ [آل عمران: 180]، (6/39)، حدیث: 4565]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا، اور اس نے اُس کی زکوٰۃ نہ ادا کی، تو قیامت کے دن اس کے مال کو نہایت زہریلے گنجے سانپ کی شکل دے دیا جائے گا، اس کی آنکھوں کے پاس دو سیاہ نقطے ہوں گے، قیامت کے دن اسے طوق بنا دیا جائے گا، پھر وہ اژدہا اس کے دونوں جبڑوں سے اسے پکڑ لے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا (زکاۃ نہ ادا کردہ) خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی: ''جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لئے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے، آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے''۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ، فَيَطْلُبُهُ وَيَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ، قَالَ: وَاللَّهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ، حَتَّى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ". [صحیح بخاری، کتاب الحیل، باب فی الزکاۃ وأن لایفرق بین مجتمع ولا یجمع بین متفرق خشیۃ الصدقۃ: 23/9، حدیث: 6957]

قیامت کے دن تم میں سے کسی کا خزانہ گنجا اژدھا بن کر آئے گا، اس کا مالک اس سے بھاگے گا، لیکن وہ اسے ڈھونڈھے گا اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں، فرمایا: اللہ کی قسم! وہ مسلسل ڈھونڈتا رہے گا یہاں تک کہ وہ شخص اپنا ہاتھ پھیلا دے گا اور اژدھا اسے اپنے منہ کا لقمہ بنالے گا۔

۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا، إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا، وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا، لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ" قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: "إِطْرَاقُ فَحْلِهَا، وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا، وَمَنِيحَتُهَا، وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ، وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهُ، إِلَّا تَحَوَّلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، يَتْبَعُ صَاحِبَهُ حَيْثُمَا ذَهَبَ، وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ، وَيُقَالُ: هَذَا مَالُكَ الَّذِي كُنْتَ تَبْخَلُ بِهِ، فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ، أَدْخَلَ يَدَهُ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ". [صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ: 685/2، حدیث: 988]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو بھی اونٹ، یا گائے یا بکری والا اپنے مویشیوں کا حق (زکاۃ) نہیں نکالتا، قیامت کے دن اُسے ان مویشیوں کے سامنے ایک ہموار زمین پر اوندھا لٹایا جائے گا، جہاں کھر والا جانور اسے اپنے کھر سے روندے گا اور سینگ والا اپنے سینگوں سے اسے مارے گا، اُس دن اُن میں کوئی بے سینگ ہوگا، نہ ٹوٹی سینگ والا''، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ان کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس کے سانڈ سے جفتی کروانا، اس کا ڈول ادھار دینا، بطور عطیہ اس کا دودھ غریبوں کو پلانا، جب پانی پلانے کے لئے لے جانا تو اس کا دودھ دوہ کر مسافروں اور راہگیروں کو پلانا اور اللہ کی راہ میں مجاہدین کو اس پر سوار کرنا، اور جو بھی مال والا اُس مال کی زکاۃ نہیں ادا کرتا ہے' قیامت کے دن وہ مال زہریلے گنجے اژدہے میں تبدیل ہوجائے گا، اور اپنے مالک کا پیچھا کرے گا وہ جہاں بھی جائے گا، اور وہ اُس سے بھاگے گا، اور اُس کے مالک سے کہا جائے گا: یہ تیرا وہ مال ہے جسے خرچ کرنے میں تو بخیلی کیا کرتا تھا، چنانچہ جب وہ دیکھے گا کہ اب کوئی چارۂ کار نہ رہا؛ تو اپنا ہاتھ اُس اژدہے کے منہ میں ڈال دے گا، اور وہ اُسے ایسے کھائے گا جیسے سانڈ کھایا کرتا ہے۔

۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا

بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ"، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَالْإِبِلُ؟ قَالَ:"وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، أَوْفَرَ مَا كَانَتْ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ"، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ:"وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ، وَلَا غَنَمٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا، لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ، وَلَا جَلْحَاءُ، وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ".[متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ:2/106، حدیث: 1402،صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ:2/680، حدیث: 987، نیز دیکھئے: کتاب الزکاۃ،باب اثم مانع الزکاۃ:2/ 685، حدیث: 988]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

جو بھی چاندی یا سونے کا مالک اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا ہے، قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی چٹانوں کے پرت بنائے جائیں گے، اور اُنہیں جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اُن سے اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب بھی وہ ٹھنڈے ہوں گے، پھر تپائے جائیں گے، یہ اس وقت ہوگا جب دن پچاس ہزار سال کا ہوگا، بندوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک اسے یہی عذاب ہوتا رہے گا، پھر وہ اپنا راستہ دیکھے گا، کہ جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر اونٹ والوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اونٹ والا اپنے اونٹوں کا حق (زکاۃ) نہیں دیتا۔ اور اس کے حق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس دن ان کو پانی پلائے، دودھ دوہ کر غریبوں اور راہگیروں کو بھی پلائے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اسے ایک ہموار (یا چکنی) زمین پر اوندھا لٹایا جائے گا اور وہ اونٹ نہایت فربہ ہوکر آئیں گے، اُن میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا، اور اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور منہ (دانتوں) سے کاٹیں گے۔ جب ان کا پہلا جانور چلا جائے گا تو پچھلے کو لوٹایا جائے گا۔ اسی طرح پورا دن مستقل عذاب ہوتا رہے گا، جو پچاس ہزار سال کا ہوگا، یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا، پھر وہ اپنا راستہ دیکھے گا کہ جنت کی طرف ہے یا دوزخ کی طرف۔ پھر پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! گائے بکری کا کیا حال ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو گائے اور بکری والا اپنے مویشیوں کا حق نہیں دیتا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ ایک ہموار زمین پر اوندھا لٹایا جائے گا اور وہ تمام گائے بکریاں

آئیں گی، کوئی باقی نہ رہے گی - اور ایسی ہوں گی کہ ان میں کسی کی سینگ مڑی ہوئی ہوگی، نہ کوئی بے سینگ ہوگی اور نہ ہی کوئی ٹوٹے سینگوں والی ہوگی - اور آ کر اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی - جب اگلی اس پر سے گزر جائے گی تو پچھلی پھر آئے گی، یہی عذاب اس کو پچاس ہزار سال کے پورے دن بھر ہوتا رہے گا یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے، اور وہ اپنا راستہ دیکھے گا یا تو جنت کی طرف یا جہنم کی طرف -

۵- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: "**هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ**" قَالَ: فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ، فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، مَنْ هُمْ؟ قَالَ:"**هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا، إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا - مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ - وَقَلِيلٌ مَا هُمْ، مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ، وَلَا بَقَرٍ، وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ، وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا، عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ**".[متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ البقر: 2/119، حدیث: 1460، وکتاب الأیمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی ﷺ: 8/130، حدیث: 6638، وصحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب تغلیظ عقوبۃ من لا یؤدی الزکاۃ: 2/686، حدیث: 990]

ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہی سب سے زیادہ نقصان والے ہیں، تب تک میں آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور پھر بلا رُکے فوراً ہی کھڑا ہو گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سب سے زیادہ مال والے ہیں، سوائے اس کے جس نے یہاں وہاں، جہاں مناسب ہوا آگے پیچھے، دائیں بائیں اللہ کی راہ میں خرچ کیا، اور ایسے لوگ نہایت تھوڑے ہیں۔ اور جو بھی اونٹ، یا گائے، یا بکری والا ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا، قیامت کے دن وہ جانور، جیسے دنیا میں تھے اس سے کہیں زیادہ بڑے اور موٹے ہو کر آئیں گے اور اپنی سینگوں سے اسے ماریں گے، اور اپنے کھروں سے اسے روندیں گے۔ جب ان جانوروں میں سب سے آخری گزر جائے گا، پہلا پھر آ جائے گا، اور جب تک بندوں کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے، اسے یہی عذاب ہوتا رہے گا۔

مسلمانو! یہ زکاۃ نہ ادا کرنے پر چند وعیدیں سرسری طور پر ذکر کی گئی ہیں جس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے جو لوگ صاحبِ حیثیت حد تک نصاب میں ہو اپنے مالوں کی مکمل زکاۃ ادا کریں، تاکہ دنیا و آخرت کی وعیدوں سے بچ سکیں۔

فقہ وفتاویٰ

تجارت کے اصل مال اور منافع دونوں پر زکاۃ ہے

● دکتور فضل الرحمن مدنی رحمہ اللہ

سوال: ایک شخص نے ایک لاکھ روپے تجارت میں لگائے، سال بھر میں اس پر ۵۰/ ہزار روپئے منافع حاصل ہوئے، تو زکاۃ کس رقم پر واجب ہوگی؟ ایک لاکھ پر، یا ۵۰/ ہزار پر، یا دونوں پر؟ جبکہ منافع پر پورا سال نہیں گزرا ہے؟

جواب: ایک لاکھ روپئے جن پر سال گزر چکا ہے ان پر بالاتفاق زکاۃ واجب ہے، باقی رہے ۵۰/ ہزار روپے منافع کے جو درمیان میں حاصل ہوئے ہیں اور جن پر ابھی سال نہیں گزرا ہے ان کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، اکثر ائمہ کہتے ہیں کہ ان کو اصل کے ساتھ ملائیں گے اور ان کی زکاۃ بھی اصل (یعنی ایک لاکھ) کے ساتھ ہی دیدیں گے، ابن قدامہ اور سید سابق محمد رحمہما اللہ نے تو لکھا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں، علامہ ابن قدامہ رحمہا اللہ کی عبارت ہے:

وَإِنْ كَانَ عِنْدَهُ نِصَابٌ، لَمْ يَخْلُ الْمُسْتَفَادُ مِنْ ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: أَحَدُهَا، أَنْ يَكُونَ الْمُسْتَفادُ مِنْ نَمَائِهِ كَرِبحِ مَالِ التِّجَارَةِ وَنَتَاجِ السَّائِمَةِ. فَهَذَا يَجِبُ ضَمُّهُ إِلَى مَا عِنْدَهُ مِنْ أصله. فيعتبر حوله بحوله، لَا نَعْلَمُ فِيهِ خِلَافًا. لأَنَّهُ تَبَعٌ لَهُ مِنْ جِنْسِهِ، فَأَشْبَهَ النَّمَاءَ الْمُتَّصِلَ.[المغنی:۴۶۸/۲]

اور سید سابق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فمن كان عنده من عروض التجارة، أو الحيوان ما يبلغ نصابا فربحت العروض، وتوالد الحيوان أثناء الحول، وجب إخراج الزكاة عن الجميع الاصل والمستفاد. وهذا لا خلاف فيه.[فقہ السنۃ:۳۷۷/۱]

مگر علامہ ابن حزم رحمہ اللہ وغیرہ محققین اس بات کی جانب گئے ہیں کہ درمیان میں حاصل ہونے والے مال پر سال گزرنے کے بعد زکاۃ واجب ہوگی، میرے نزدیک یہی قول قوی اور راجح ہے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَيْسَ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.** [مسند احمد: ۱۴۸/۱، سنن ابی داود: ۲۳۰/۲ [۱۵۷۳] کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ وقال الألبانی: صحیح]

جب تک مال پر سال نہ گزر جائے اس میں زکاۃ نہیں ہے۔

البتہ سال بھر روزانہ جو نفع حاصل ہوتا ہے اس کا حساب رکھنا اور پھر اس حساب سے زکاۃ دینا بڑا دشوار امر ہے، اس واسطے اصل کے ساتھ اس کی زکاۃ بھی نکال دینا بہتر ہے، ہاں اگر کبھی کوئی بڑی رقم بطور نفع مل جائے اور اس کے حاصل ہونے کی تاریخ نوٹ کرلیں اور پھر ایک سال گزرنے پر اس کی زکاۃ دیدیں تو کوئی حرج نہیں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ سید سابق کے مذکورہ بالا قول پر اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں: قلت: لعله يعني بين المذاهب الأربعة، وإلا فقد خالف فيه ابن حزم، فقال: "كل فائدة فإنما تزكى لحولها لا لحول ما عنده من جنسها وإن اختلطت عليه الأحوال انظر تفصيل كلامه هذا في "المحلى" ٦ / ٨٦، ٨٣ وهذا

المذهب أقرب إلى ظاهر.

قوله : "ليس في المال زكاة حتى يحول عليه الحول لولا أن فيه حرجا في بعض الأحوال، فالأقرب في مثل هذه الحالة أن يلحق بالأصل ويزكي. [تمام المنة: ص ۳۷۸]

یعنی میں کہتا ہوں کہ شاید عدم اختلاف، مذاہب اربعہ کے درمیان ہو، ورنہ ابن حزم نے مخالفت کی ہے، چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ ہر نفع کی زکاۃ اس پر سال پورا ہونے پر دی جائے گی، نہ کہ اس کے پاس اس کی جنس کا جو مال موجود ہے اس پر سال کے پورا ہونے پر اگر چہ ان کے حول مختلط ہوں (یعنی سال خلط ملط ہوں) ان کے کلام کی تفصیل المحلّٰی (۶/ ۸۳ - ۸۲) میں دیکھیں اور یہی مذہب رسول اللہ کے فرمان: مال میں زکاۃ نہیں یہاں تک کہ اس پر سال پورا ہو جائے" کے ظاہر کے زیادہ قریب ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اس میں بعض حالات میں حرج اور مشقت ہے، اس واسطے ایسے حالات میں اقرب یہ ہے کہ اصل کے ساتھ زکاۃ دے دی جائے۔

بعض علماء ہند نے جو یہ لکھا ہے کہ درمیان میں حاصل ہونے والے منافع کی زکاۃ آئندہ سال دیں گے، وہ درست نہیں، سال پورا ہو جانے کے بعد زکاۃ ادا کرنے میں تاخیر کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ ایسی صورت میں اگر مال ضائع ہو گیا تو بھی زکاۃ کی ادائیگی کا وہ ذمہ دار ہوگا، اور اگر ادائیگی سے قبل انتقال کر گیا تو گنہ گار ہوگا۔ [نعمۃ المنان مجموع فتاوی فضیلۃ الدکتور فضل الرحمن: 3/ 47-49]

سوال: کئی دینی تحریکیں جو ملک میں زکاۃ کی رقم جمع کرتی ہیں وہ اس کے آٹھ مدوں میں سے صرف ایک مد پر خرچ کرتی ہیں، اور باقی مدوں کو چھوڑ دیتی ہیں، کیا ان کا یہ عمل باطل نہیں ہے؟

جواب: اسلامی ملک میں جب حکومت اسلامیہ باقاعدہ زکاۃ کے جمع و تقسیم کا نظم کرتی ہے تو آٹھوں مدوں میں سے جتنے مدوں میں اموال زکاۃ کے خرچ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے وہ ان میں خرچ کرتی ہے، اور اسے خرچ بھی کرنا چاہئے، اور کسی مد میں بر وقت خرچ کرنے کی ضرورت کی بناء پر بعض دوسرے مدوں میں زکاۃ صرف نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، رہا ہندوستان جیسا ملک جہاں اسلامی نظام نہیں تو یہاں جو جماعتیں اور سوسائٹیاں اموال زکاۃ اپنے اپنے طور پر جمع کرتی ہیں ان کے الگ الگ مقاصد اور میدان عمل ہیں اور اس حساب سے کام کرتی ہیں، مثلا: اہل مدارس زکاۃ کی رقم غریب و نادار طلبہ کی کتابوں اور کھانے پینے وغیرہ کا نظم کرنے کے لئے جمع کرتے ہیں، اب اگر کوئی ان سے مقروضوں، بیوہ عورتوں اور نادار و یتیم بچوں اور غریب و مسکین فیملیوں پر صرف کرنے کے لئے مطالبہ کرے تو ظاہر ہے وہ ایسا نہیں کر سکتے، کیونکہ اگر وہ ایسا کرنے لگیں تو دینی مدارس کے غریب و مسکین طلبہ و طالبات کے لئے قیام و طعام اور کتب وغیرہ کا نظم کرنے اور اس طرح ان میں علم کی روشنی پھیلانے کا کام جو ان کا اصل مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا، اسی طرح بہت سی جماعتیں اور سوسائٹیاں یتیموں، بیوہ عورتوں، آفت رسیدہ اور مصیبت زدہ لوگوں اور مقروضوں کی معاشی مدد کے لئے زکاۃ کے جمع و تقسیم کا نظام چلاتی ہیں، وہ یہ سب کام کرتی ہیں، مگر ہو سکتا ہے کہ اہل مدارس کی طرح وہ غریب بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ نہ دے پاتی ہوں۔

اس واسطے ان پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ ہر تنظیم اور سوسائٹی اپنی اپنی صلاحیت اور میدان عمل و مقصد کے مطابق کام کرتی ہے، وفی کل خیر ان شاء اللہ۔

[نعمۃ المنان مجموع فتاوی فضیلۃ الدکتور فضل الرحمن: 3/ 70]

فقہ وفتاویٰ

کیا اختلافِ مطالع معتبر ہے؟

● دکتور عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی (مدیر مجلہ الجماعۃ، ممبئی)

سوال: کیا مختلف علاقوں میں چاند نظر آنے کے اختلاف (اختلافِ مطالع) کا شرعاً اعتبار کیا جائیگا یا سارے مسلمانوں کے لیے ایک رویت ہوگی؟ وضاحت فرمائیں؟

الجواب وباللہ التوفیق:

اسلامی شریعت نے عبادات کو کائناتی نظام سے اس قدر مضبوطی کے ساتھ مربوط کیا ہے کہ عبادات کا آغاز و اختتام واضح طبعی علامات کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔قمری مہینوں کی تعیین کے لیے رویتِ ہلال کو بنیاد بنایا گیا، جس پر رمضان کے روزے، عیدین اور حج جیسے عظیم شعائرِ اسلام موقوف ہیں۔

اسی باب میں ایک نہایت اہم فقہی و اصولی مسئلہ اختلافِ مطالع کا ہے، جس میں عہدِ صحابہ سے لے کر آج تک اہلِ علم کے درمیان معتبر اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف نہ تو وحدتِ امت کے منافی ہے اور نہ شریعت کی روح کے خلاف، بلکہ نصوصِ شرعیہ اور مشاہدۂ کائنات کے فہم پر مبنی ایک معروف اجتہادی مسئلہ ہے۔

رویتِ ہلال کی شرعی اصل:

قمری مہینوں کے ثبوت کی بنیاد قرآن وسنت کے صریح نصوص پر قائم ہے۔شریعت نے مہینے کے آغاز و اختتام کو حساب یا قیاس کے بجائے حسی وبصری رویت کے ساتھ معلق کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ.[صحیح البخاری: 1909، صحیح مسلم:1081]

ترجمہ: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔

یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ شرعی اعتبار رویتِ عینی کا ہے۔ اسی لیے جمہور فقہاء کے نزدیک حسابِ فلکی بذاتِ خود مستقل شرعی حجت نہیں۔

اختلافِ مطالع کی حقیقت:

زمین کے گول ہونے اور اس کے مختلف حصوں میں طلوع وغروبِ قمر کے اوقات کے اختلاف کی وجہ سے ایک ہی رات میں چاند بعض علاقوں میں نظر آتا ہے اور بعض میں نہیں۔

اسی طبعی حقیقت کو فقہی اصطلاح میں اختلافِ مطالع کہا جاتا ہے۔

اختلافِ مطالع سے مراد یہ ہے کہ مختلف علاقوں میں چاند کے نظر آنے کے اوقات مختلف ہوں۔

یہ مسئلہ خالصتاً اجتہادی ہے، اور اس میں قدیم زمانے سے اہلِ علم کے درمیان اختلاف چلا آ رہا ہے۔

اس مسئلے میں اہلِ علم کے دو معروف اور معتبر اقوال ہیں:

(1) اختلافِ مطالع معتبر ہے:

یہ قول درج ذیل ائمہ و محققین کا ہے:

امام شافعی، اسحاق بن راہویہ، امام احمد (ایک روایت)، امام نووی، ابن عبد البر، قاضی عیاض، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ شوکانی، شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین، شیخ ناصر الدین البانی رحمہم اللہ أجمعین۔

(2) اختلافِ مطالع معتبر نہیں: بلکہ ایک جگہ کی رویت سب کے لیے کافی ہے۔ اس کے قائلین میں: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد (ایک روایت)، بعض متقدمین فقہاء وغیرہم۔

راجح بات یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہے اور اس کی اصل بنیاد: حدیثِ کریب رحمہ اللہ ہے۔ جو اس باب میں نصِ صریح ہے۔

عن كريب قال: قدمتُ الشام فقضيتُ حاجتها، واستهلَّ عليَّ رمضان وأنا بالشام، فرأيتُ الهلال ليلة الجمعة، ثم قدمتُ المدينة في آخر الشهر، فسألني ابنُ عباسٍ، ثم ذكر الهلال، فقال: متى رأيتم الهلال؟ فقلت: رأيناه ليلة الجمعة. فقال: أنت رأيته؟ فقلت: نعم، ورآه الناس وصاموا وصام معاوية. فقال: لكنّا رأيناه ليلة السبت، فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين أو نراه. فقلت: أولا تكتفي برؤية معاوية وصيامه؟ فقال: لا، هكذا أمرنا رسول الله ﷺ. [صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث: 1087]

ترجمہ: حضرت کریب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام آیا، وہاں جمعہ کی رات چاند دیکھا گیا۔ جب میں مدینہ واپس آیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم نے چاند کب دیکھا؟ میں نے کہا: جمعہ کی رات۔ فرمایا: ہم نے ہفتہ کی رات دیکھا ہے، اس لیے ہم تیس دن پورے کریں گے یا خود دیکھ لیں گے۔ میں نے کہا: کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رویت کافی نہیں؟ فرمایا: نہیں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح حکم دیا ہے۔

یہ حدیث اختلافِ مطالع کے معتبر ہونے پر واضح، صریح اور فیصلہ کن دلیل ہے۔

محدثین وفقہاء کی تصریحات:

امام شافعی رحمہ اللہ (204ھ) فرماتے ہیں:

إذا رأى أهل بلد الهلال لم يلزم غيرهم إذا تباعدت الديار واختلفت المطالع. ["بتصرف یسیر" دیکھئے الأم: 3/102]

جب علاقے دور ہوں اور مطالع مختلف ہوں تو ایک علاقے کی رویت دوسرے پر لازم نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں کہ:

وفي هذا الحديث دليل لمن قال باختلاف المطالع، وهو الأصح عند أصحابنا. [شرح صحیح مسلم: 7/192]

ترجمہ: یہ حدیث اختلافِ مطالع کے قائلین کی دلیل ہے، اور ہمارے نزدیک یہی صحیح قول ہے۔

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) رقمطراز ہیں کہ:

هذا يدل على أن لكل أهل بلد رؤيتهم إذا تباعدت الأقطار.[الاستذکار:10/273]

ترجمہ: یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب علاقے دور ہوں تو ہر علاقے والوں کی اپنی رویت معتبر ہوگی۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ (544ھ) کا قول ہے کہ:

اختلاف المطالع معتبر عند جماعة من العلماء.[إكمال المعلم:4/15]

ترجمہ: علماء کی ایک جماعت کے نزدیک اختلافِ مطالع معتبر ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں کہ:

الأظهر أن لكل بلد رؤيتهم إذا تباعدت المطالع، كما دل عليه حديث ابن عباس.[مجموع الفتاوی:25/107]

ترجمہ: زیادہ ظاہر بات یہی ہے کہ جب مطالع مختلف ہوں تو ہر علاقے کی اپنی رویت ہوگی، جیسا کہ حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس پر دلالت کرتی ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (1250ھ) لکھتے ہیں کہ:

حديث ابن عباس يدل على اعتبار اختلاف المطالع.[نیل الأوطار:4/268]

ترجمہ: حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہ اختلافِ مطالع کے معتبر ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اختلاف المطالع محل اعتبار عند كثير من أهل العلم.[مجموع فتاوی ابن باز،15/72]

ترجمہ: اختلافِ مطالع بہت سے اہلِ علم کے نزدیک قابلِ اعتبار ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

الصحيح أن اختلاف المطالع معتبر، وهو الموافق للنص والواقع[الشرح الممتع:6/322]

ترجمہ: صحیح بات یہ ہے کہ اختلافِ مطالع معتبر ہے، اور یہی نص اور حقیقت حال کے مطابق ہے۔

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حديث كريب نص في المسألة، ولا اجتهاد مع النص.[سلسلۃ الہدی والنور]

ترجمہ: حدیثِ کریب اس مسئلے میں صریح نص ہے، اور نص کے ہوتے ہوئے اجتہاد کی گنجائش نہیں۔

مندرجہ بالا دلائل، آثارِ صحابہ اور اکابر اہلِ علم کی تصریحات سے درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

اختلافِ مطالع شرعاً معتبر ہے۔

اس کی اصل بنیاد حدیثِ صحیح ہے۔

محققینِ امت کی بڑی جماعت نے اسے اختیار کیا ہے۔

یہ مسئلہ اجتہادی ہے، لہٰذا اس میں وسعت اور تحمل ضروری ہے۔ خصوصاً ہندوستان جیسے وسیع اور متنوع جغرافیائی ملک میں، جہاں: مشرق و مغرب میں نمایاں فرق ہے۔ بنگال، کیرالا، گجرات اور کشمیر کے مطالع جدا ہیں۔ ایسی صورت میں اختلافِ

مطالع کا اعتبار شرعی، عقلی اور زمینی حقیقت کے عین مطابق ہے۔

اور یہی موقف ہندوستان کے اکثر اہلِ حدیث علماء کا بھی ہے۔

اس بابت اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ فقہ اکیڈمی نے عالم اسلام کے مختلف مسالک کے علماء کے درمیان بحث ومباحثہ وغور خوض کے بعد درج ذیل رائے دی ہے:

''اسلامی فقہ اکیڈمی نے رویت ہلال کے سلسلہ میں اختلاف مطالع کے مسئلہ پر غور کیا، اکیڈمی کی رائے ہے کہ اسلام کی بنیاد اس پر ہے کہ وہ ایسا آسان اور سہل دین ہے جسے فطرت سلیمہ اور عقل سلیم قبول کرتی ہے، اس لئے چاند کے مسئلہ میں فلکیاتی حساب کے بجائے بصری رؤیت کا اعتبار کیا گیا ہے، جیسا کہ شریعت کے قطعی دلائل سے ثابت ہے، اسی طرح اسلام نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے کہ یہ لوگوں کے لئے سہل اور آسان ہے اور صحیح نقطہ نظر کے موافق ہے، روزہ اور عید میں وحدت کی جو دعوت لوگ دیتے ہیں وہ شریعت اور عقل دونوں کے خلاف ہے''۔

اور آگے لکھتے ہیں کہ: تمام مسالک کے علماء نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ بیشتر علماء کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے، ابن عبدالبر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ کسی شہر کی رؤیت دور کے ممالک مثلاً اندلس سے خراسان جیسی دوری کے ممالک کے لئے معتبر نہیں ہوگی، ہر شہر کا مخصوص حکم ہوگا، مذاہب اربعہ کی کتابیں اختلاف مطالع کے اعتبار اور ان کے شرعی دلائل سے بھری ہوئی ہیں۔

مذکورہ دعوت عقل کے خلاف اس طرح ہے کہ اختلاف مطالع کے سلسلہ میں کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ یہ تو مشاہدہ اور عقل میں آنے والی چیز ہے، عقل اور شریعت دونوں اس پر متفق ہیں اور بہت سے احکام کی بنیاد اسی پر ہے جن میں نمازوں کے اوقات شامل ہیں، اور دوبارہ مشاہدہ کر کے بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ مطالع کا اختلاف ایک امر واقع ہے، چنانچہ اس تفصیل کی روشنی میں اکیڈمی فیصلہ کرتی ہے کہ عالم اسلام میں ایک ہی دن عید منانے اور رویت میں وحدت کی دعوت دینے کی ضرورت نہیں ہے، عید میں اتحاد سے مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا نہیں ہوسکتا، ثبوت رؤیت کا مسئلہ اسلامی ممالک کے دارالافتاء اور دارالقضاء کے اوپر چھوڑ دینا چاہئے، یہی اسلام کی عمومی مصلحت سے ہم آہنگ ہے، مسلمانوں کے اندر اتفاق زندگی کے تمام معاملات میں قرآن وسنت پر عمل کرنے ہی سے ہوسکتا ہے۔

والله ولي التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم-

''اسکے بعد 17 سے زاید مفتیان کرام کے دستخط ہیں۔

[دیکھیے اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے 114-116]

بنابریں یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ وحدت رویت نقل اور عقل دونوں کے برخلاف ہے اور اختلاف مطالع معتبر ہے۔ اور حدیث کریب اس پر نص ہے اور یہ اسلام کی عمومی مصلحت سے ہم آہنگ بھی ہے۔

هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آئینۂ جمعیت و جماعت

جمعیت کی دعوتی و تعلیمی سرگرمیاں

ادارہ

تربیتی اجتماع برائے ائمہ ودعاۃ

ائمہ،خطباء،دعاۃ اور مدرسین کیلئے تربیتی اجتماع اپنی معنویت واہمیت کے پیش نظر کثیر المقاصد ہوتا ہے،صبح وشام جن نفوس کی لوگ اقتدا کرتے ہیں اور جن کو لوگ سنتے ہیں،ان کے لئے افادے واستفادے کے سلسلے کا تعلق بالواسطہ طور پر عوام الناس کی دینی تربیت سے ہوتا ہے۔یہاں قلوب جس روشنی سے منور ہوتے ہیں انسانیت کی تاریک راہیں اس سے منور ہوتی ہیں،اس مجلس کا فیض مرجھاتی روحوں کی شادابی کا سامان کرتا ہے۔

تربیتی اجتماع علماء حق کی باوقار مجلس ہے جہاں علم،تجربہ، مطالعہ،تحقیق،شعور،معرفت اور دعوتی رہنمائی کا چشمہ ساتھ ساتھ بہتا ہے،ہماری علمی تاریخ اس انداز کی مجالس کی امین ہے۔اکابر علماء سے استفادے کی راہ سلف سے چلتی ہوئی ہم تک پہونچی ہے اور ہم اس عظیم روایت کے پاسدار ہیں۔اللہ کرے چراغ سے چراغ جلے اور کامیابیوں کے نئے نئے افق ہم پر روشن ہوں۔اسی مقصد عظیم کے پیش نظر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کئی سالوں سے علماء ودعاۃ کے لیے تربیتی اجتماع کا انعقاد کرتی رہی ہے چنانچہ 16/نومبر بروز اتوار بمقام جامع مسجد اہل حدیث کا پڑیا نگر کرلا میں زیر صدارت شیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) تربیتی اجتماع برائے ائمہ ودعاۃ منعقد کیا۔

اس میں درج ذیل محاضرین نے اپنے محاضرے پیش کیے دکتور جاوید ندیم مدنی/حفظہ اللہ نے ''خطبہ جمعہ کی اہمیت اور اس کے تقاضے''، شیخ کفایت اللہ سنابلی/حفظہ اللہ نے ''فتوی کی اہمیت اور اس کی اہلیت کا معیار''، شیخ نثار مدنی/حفظہ اللہ نے ''جماعتی زندگی مفہوم اور تقاضے''، دکتور اجمل منظور مدنی/حفظہ اللہ نے ''منہج اہل حدیث تعارف وتجزیہ اور اشکالات کا علمی جائزہ'' پر خطاب کیا۔

شیخ الطاف الرحمن سلفی/حفظہ اللہ نے ''ائمہ ودعاۃ کے لیے وقار وہیئت شرعی کی اہمیت''، شیخ انصار زبیر محمدی/حفظہ اللہ نے ''خطبہ ودروس میں عقیدے کا اہتمام''، شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی/حفظہ اللہ نے ''داعی کی شخصیت علم وعمل کا حسین امتزاج''، دکتور سفیان قاضی مدنی/حفظہ اللہ نے ''سماجی خدمت اور عوامی مسائل کے حل میں امام کی رہنمائی''، شیخ شعبان بیدار صفاوی/حفظہ اللہ نے ''اسلاموفوبیا مفہوم مظاہر

اورحکمت عملی''، شیخ رشید سمیع سلفی رحفظہ اللہ نے''دعوتی منصوبہ بندی اور فیلڈ ورک کی اہمیت''، شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے''دعوت کے وسائل توقیفی ہیں اجتہادی نہیں'' اور شیخ مختار احمد مدنی رحفظہ اللہ نے''سواد اعظم حقیقت اور شبہات کا ازالہ'' جیسے اہم عناوین پر روشنی ڈالی جبکہ دوسری نشست میں شیخ ابوزید ضمیر رحفظہ اللہ نے''مصنوعی ذہانت ڈیجیٹل میڈیا اور ہماری ذمہ داریاں''، شیخ کلیم الدین یوسف مدنی رحفظہ اللہ نے ''منحرف تنظیموں سے تحذیر میں داعی کی ذمہ داریاں'' پر اپنا محاضرہ پیش کیا۔

شیخ محمد رحمانی رحفظہ اللہ نے''عصر حاضر کے چیلنجز اور داعی کا کردار'' اور شیخ ظفر الحسن مدنی رحفظہ اللہ نے''عصر حاضر میں فکری انحرافات اور ان کا رد'' جیسے اہم عناوین کے تحت اپنے محاضرے پیش فرمائے۔ تیسری نشست بعد نماز مغرب زیر صدارت دکتور عبداللہ عبدالحمید بستوی مدنی رحفظہ اللہ (بحرین) منعقد ہوئی جس میں علماء کے تاثرات اور انعامات کی تقسیم ہوئی اخیر میں صدر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) نے صدارتی کلمات پیش فرمائے ۔ اس تربیتی اجتماع میں ممبئی، کوکن، مہاراشٹر اور مضافات کے ائمہ مساجد و مدرسین اور دعاۃ نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور علماء کے بیانات سے بھرپور استفادہ کیا نیز صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی جانب سے کتابیں، بیگ اور قیمتی تحائف کے ساتھ سے رخصت ہوئے۔

* * *

تعلیمی انعامی مسابقہ

تعلیمی مسابقہ زندہ قوموں کا شعار ہے، مسابقہ بتاتا ہے کہ کامیابی جمود و تعطل میں نہیں حرکت و عمل میں مضمر ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے وہ بیٹھے رہتے ہیں جو کچھ کر گذرنے کی سوچ نہیں رکھتے۔ خوب سے خوب تر کا عمل انسان کو کہیں تھک کر بیٹھنے نہیں دیتا ہے، وہ جہد مسلسل اور عمل پیہم کا خوگر ہوتا ہے، ماضی کی کامرانیاں یقینا سکون بخش ہوتی ہیں لیکن مستقبل کا عزم انسان کو سیماب صفت بنا دیتا ہے۔ مسابقہ خفیہ صلاحیتوں کو منظر عام پر لاتا ہے، بچوں کو بلندیوں پر جست لگانے کی دھن دیتا ہے، مسابقہ دینی تعلیم کی بہتری اور ترقی کیلئے وقت کا چلن اور ہماری ضرورت ہے، اس قسم کے انگنت مصالح و اغراض ہیں جو تعلیمی مسابقے وکمپٹیشن سے حاصل ہوتے ہیں، صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی موجودہ تعلیمی قافلے میں یہی اسپرٹ پیدا کرنا چاہتی ہے جس سے تعلیم کو خوب سے خوب تر بنانے کا ایک خوبصورت ماحول پروان چڑھے اور حفظ و تجوید پر مسابقہ رجوع الی القرآن کا حصہ بھی ہے، اس سے عوام الناس میں تعلق بالقرآن کی جوت جاگے گی، لوگوں کے نزدیک حفظ و تجوید کی اہمیت آشکارا ہوگی، مدارس کے شعبۂ تحفیظ میں مزید پیش رفت ہوگی، کوتاہیوں کا ازالہ اور کارکردگی میں مزید نکھار لانے کی کوشش ہوگی۔

ان اعلیٰ مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی گزشتہ کئی سالوں سے مدارس و جامعات کے طلبہ کے درمیان علمی مسابقات کا انعقاد کرتی رہی ہے جس کی ایک کڑی

15 نومبر بروز سنیچر صبح نو بجے تا نماز عشاء کا تعلیمی انعامی مسابقہ تھا جو جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا میں منعقد ہوا۔ اس مسابقے میں ممبئی و اطراف کے جامعات و مدارس کے طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نیز مساجد کے ائمہ کے لئے حفظ متون کا مسابقہ بھی اس فہرست میں شامل تھا۔ایک بہترین تعلیمی مظاہرہ ہوا اور فائزین طلبہ کو صوبائی جمعیت نے گرانقدر انعامات سے نوازا۔

اس تعلیمی حفظ قرآن کے مسابقہ میں قاری محمد شعیب مدنی رحفظہ اللہ شیخ الجامعہ جامعۃ الفلاح حیدرآباد، دکتور محمد عتیق اللہ بن منیر الزما مدنی رحفظہ اللہ استاد جامعۃ الامام البانی اتر دیناج پور مغربی بنگال، قاری عبدالحلیم سلفی رحفظہ اللہ معہد علی ابن ابی طالب لکھنؤ کے شعبہ تحفیظ سے بحیثیت حکم شریک ہوئے اور پوری امانت داری و دیانتداری کے ساتھ عدل و انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے بچوں کے درمیان فیصلہ فرمایا۔

نیز ائمہ ودعاۃ کے مسابقے کے زمرے میں حکم کی حیثیت سے دکتور فاروق عبداللہ نارائن پوری مدنی رحفظہ اللہ، دکتور عبدالرحمن اقبال مدنی رحفظہ اللہ، دکتور جاوید ندیم سنابلی مدنی اور شیخ مجاہد الاسلام سنابلی مدنی رحفظہ اللہ نے حکم کے فرائض انجام دیے۔

آئینۂ جمعیت و جماعت کا کالم آپ کو جمعیت کی دینی، دعوتی و تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہ کرتا ہے۔ صوبائی جمعیت کا تربیتی اجتماع اور مسابقہ حفظ قرآن پر حکم صاحبان کے تاثرات بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے گئے، اس لئے انھیں شامل اشاعت کئے جا رہے ہیں:

تاثرات علماء کرام وحکم صاحبان

اس مسابقہ میں شرکت میرے لئے بہت بڑا اشرف:

● دکتور محمد عتیق اللہ مدنی

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد!

گزشتہ 16-15/نومبر 2025ء کو صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی عظمیٰ کی طرف سے ایک شاندار مسابقۂ حفظِ قرآن اور ائمہ وخطباء کیلئے دورۂ تدریبیہ کا انعقاد کیا گیا، جس میں مجھ ناچیز کو بھی بطورِ حکم مسابقہ مدعو کیا گیا۔ اس مسابقہ میں شرکت میرے لیے بہت بڑی نعمت اور بہت بڑا اشرف تھا، کیونکہ اس میں ملکی پیمانے پر کبار علماء کے ساتھ دو دن تک گھل مل کر رہنے کا موقع ملا، فَلِلَّهِ الحَمْدُ وَالفَضْلُ وَالمِنَّة۔

نیز دوسرے کبار علماء کے ساتھ ساتھ میری بھی بڑی عزت وتکریم ہوئی-اللهم لك الحمد كله، ولك الشكر كله.

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی جس قدر علم اور علماء کی خاطر جان و مال کا نذرانہ پیش کرتی ہے، یہ دیکھ کر مجھے وہ حدیث یاد آتی ہے کہ:

’’یہ دنیا چار لوگوں کے لیے ہے، سب سے اعلیٰ اور بلند مقام و مرتبے اور اونچے درجے کا شخص وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ مال اور علم دونوں سے نوازتا ہے، پھر وہ اپنے علم کے مطابق مناسب جگہوں

میں خرچ کرتا ہے"۔

[رواہ ابن ماجہ وأحمد، وصححہ الألبانی، ینظر: صحیح ابن ماجہ، الرقم: 3425، وابن ماجہ: 4228، وأحمد: 18024]

میری جان کاری کے مطابق اللہ تعالیٰ نے صوبائی جمعیت اہل حدیث کو مادی ومعنوی دونوں نعمتوں سے نوازا ہے، جہاں ثروت اور مالی وسعت سے نوازا ہے وہیں علم وحکمت سے مالا مال بھی کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اراکینِ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی سب سے درست اور صحیح مصرف یعنی علم کی نشر واشاعت اور وارثینِ انبیاء، علماء کرام اور أھلُ اللہ وخاصّتُہ کی خدمت، عزت اور تکریم میں خطیر رقم صرف کرتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ اراکینِ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی یعنی امیرِ محترم فضیلۃ الشیخ عبد السلام سلفی/حفظہ اللہ، نائب امیر فضیلۃ الشیخ عبد الحکیم عبد المعبود/حفظہ اللہ، ناظمِ جمعیت فضیلۃ الشیخ عبد الرشید سلفی/حفظہ اللہ، اور فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی/حفظہ اللہ، اور ان کے معاونین حضرات علم وعلماء کرام کی قدر اور ان کی عزت واحترام میں ایک مثال اور بہترین آئیڈیل ونمونہ ہیں،-کثر اللہ أمثالہم-علم وعلماء کی قدر کوئی ان سے سیکھیں۔

زندگی میں پہلی مرتبہ ممبئی کے احبابِ جمعیت وجماعت سے ملنے کا موقع خود انہیں لوگوں نے فراہم کیا۔ میرے اپنے وطن سے ممبئی تک، پھر ممبئی میں تین دن تک بہترین قیام وطعام کا بندوبست، اور پھر دوبارہ وطن مالوف واپس لوٹنے تک کا مکمل بند وبست ان لوگوں نے بہت ہی منظم انداز میں کیا۔ ذرّہ برابر تکلیف و پریشانی نہیں ہونے دی۔ سفر کی صعوبتوں اور دشواریوں کا ذرہ برابر احساس ہونے نہیں دیا۔ اسی طرح دوسرے حکم صاحبان کی تعظیم وتوقیر میں بھی ان لوگوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

نیز، مسابقہ میں شریک طلباء اور دورۂ تدریبیہ میں تشریف لائے ہوئے ائمۂ مساجد وخطباء اور مدرّبین کے لیے بھی بیش بہا انعامات، تحائف، اور بہترین قیام وطعام میں ایک خطیر رقم خرچ کرکے وہ اس حدیث کا مصداق بنے:

"رجل آتاه الله مالاً فسلّطه على هلكته".

[البخاری: 1409، ومسلم: 816]

جمعیت کے ان اراکین کی خوبیاں اور ان کی محنت ومشقت، جدوجہد اور کدوکاوش کو بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں؛ البتہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرسکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ امیرِ محترم فضیلۃ الشیخ عبد السلام سلفی، اور ان کے رفقائے کار: فضیلۃ الشیخ عبد الحکیم عبد المعبود المدنی، فضیلۃ الشیخ عبد الرشید سلفی، فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی وغیرہم حفظہم اللہ کو دنیا وآخرت کی تمام سعادتیں عطا کریں، انہیں ان کے کارِ خیر کا نعم البدل عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے، صحت وعافیت اور تندرستی کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے۔

تقبّل الله جهودهم، ونفع بهم العباد والبلاد، وجعل كلَّ جهودهم المبذولة في موازين حسناتهم، ويكفّر عنهم سيّئاتهم ويصلح بالهم، وجزاهم الله خيراً وأحسن الجزاء.

ایک ملاحظہ: شعبۂ حفظ کے اساتذہ وطلباء اور ائمۂ مساجد

کے لیے تصحیح التلاوۃ پر یک روزہ دورۂ تدریبیہ کی ضرورت ہے۔ کبھی کسی فرصت میں اس کام کو بھی انجام دے دیا جائے تو کیا ہی بہتر ہوتا۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

دکتور محمد عتیق اللہ بن منیز الزماں المدنی

(اُستاذ جامعۃ الامام الألبانی، بوڑیہان، اتر دیناجپور، مغربی بنگال)

*　*　*

جمعیت کا دعوتی وعلمی کام کا انداز بہت ہی معیاری لگا:

● قاری محمد شعیب مدنی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی جانب سے بتاریخ ۱۵-۱۶/نومبر ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ و اتوار مسلسل دو دن منعقد ہونے والے تعلیمی انعامی مقابلہ میں ناچیز کو بحیثیت حکم شرکت کی دعوت دی گئی تھی اس بہانے پہلی بار ممبئی آنے کا اتفاق ہوا۔

ممبئی جمعیت اہل حدیث کی علمی و دعوتی سرگرمیوں کا چرچا اہل علم کی زبانی سنا تھا آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملا، چونکہ جمعیت کے ذمہ داروں کی اکثریت علماء کرام کی ہے اسی لیے علمی اور دعوتی کام کا انداز بہت ہی معیاری لگا، کم وقت اور محدود جگہ میں منظم کام نظر آیا، جمعیت کے دفتر میں کئی ایک اہم کیبن میں سلیقہ کے ساتھ کئی ایک افراد علمی اور تنظیمی کام انجام دیتے ہوئے نظر آئے، بڑے پیمانے پر اہم موضوعات اور علمی کتابوں کی تحقیق اور طباعت وغیرہ دینی کام ہندوستان کی دیگر صوبوں کی جمعیت اہل حدیث میں نظر نہیں آرہا ہے اسی لحاظ سے یہاں کے ذمہ دار مبارکبادی کے لائق ہیں۔ اراکین شوریٰ جمعیت اہل حدیث ممبئی تعریف کے قابل ہیں کہ جمعیت کی باگ ڈور قابل علماء کرام کے حوالے کئے ہیں، انتظامات سے عبدالسلام سلفی ر حفظہ اللہ کی قائدانہ صلاحیت کا بخوبی اندازہ ہورہا تھا بڑی تعداد میں علماء، دعاۃ، فضلاء مدارس اور حفاظ کرام کو نہ صرف جمع کئے بلکہ وقت مقررہ میں حفظ قرآن کا تین زمروں والا مسابقہ منعقد کئے۔

ساتھ ہی ساتھ ائمہ مساجد اور مدرسین مدارس کے لیے بھی بہت اہم تربیتی پروگرام ترتیب دیئے جس کو میں براہ راست دیکھ نہیں پایا البتہ عناوین اور مقرر علماء کرام کے ناموں اور مشارکین کی تعداد سے اندازہ ہورہا تھا کہ پروگرام ماشاء اللہ بہت ہی معیاری اور منظم رہا۔ البتہ ممبئی کے اطراف میں واقع اہل حدیث مدارس کے شعبۂ حفظ کا معیار قابل تعریف نہیں کہا جاسکتا ان میں تجوید کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ذمہ داروں اور اساتذہ کرام کو سنجیدگی کے ساتھ اس جانب توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوروزہ قیام وطعام، دیگر انتظامات، حکم حضرات کا انتخاب، انعامات کے علاوہ علماء کرام اور مہمانوں کی تکریم سب پرخلوص نظر آئے۔

اللہ تعالیٰ آپکو اور آپ کی پوری ٹیم کی خدمات کو قبول فرمائے، قدم قدم پر آپ کی مدد اور صحیح رہنمائی فرمائے۔

قاری محمد شعیب مدنی

شیخ الجامعہ: جامعۃ الفلاح حیدرآباد، الہند

*　*　*

اعتقادی و منہجی متون کے حسنِ انتخاب اور مسابقہ پر جمعیت کا بے حد شکریہ:

● دکتور فاروق عبداللہ نراین پوری مدنی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله وصحبه أجمعين

وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، وبعد.

یہ میری خوش قسمتی ہے کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے سالانہ مسابقہ برائے ائمہ ودعاۃ میں بحیثیت حکم شرکت کرنے کا موقع ملا۔ افسوس کہ اس کے آخری پروگرام اور اعلان نتائج کے وقت پاکوڑ جمعیت اہل حدیث کانفرنس میں شرکت کی وجہ سے شرکت نہ کرسکا۔

میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اور اس کے تمام منسوبین کو اس مسابقہ کے کامیاب انعقاد پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، خصوصا اس سال بھی مسابقہ کے لیے متون کے حسن انتخاب کی بنا پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے الأصول الثلاثۃ، القواعد الاربع، نواقض الاسلام، اور أربعین نوویہ جیسے اعتقادی و منہجی متون کا انتخاب کرکے جہاں سنت سے محبت اور منہجی غیرت کا ثبوت دیا، وہیں امامت کے مسائل پر نہایت ہی عمدہ کتاب کا انتخاب کرکے ائمہ مساجد کی علمی تربیت کا بہترین بندوبست کیا۔

میں اس مسابقہ میں بحیثیت ممتحن وحکم شریک ہوا اور اسے بہت مفید وبابرکت پایا۔ گرچہ شہر ممبئی میں کثرت مساجد کے باوجود شرکا کی قلت تکلیف دہ ہے، پھر بھی تقریبا 35 شرکا کا شرکت کرنا حوصلہ افزا بھی ہے۔ امید کہ آئندہ سالوں میں یہ تعداد مزید بڑھے گی۔

بالجملہ شرکا کی تیاری اطمینان بخش نظر آئی۔ البتہ ایک تنبیہ کرنا بہت ضروری محسوس کرتا ہوں وہ یہ کہ اگر کسی متسابق کو کسی سوال کے جواب میں کوئی نص یاد نہ ہو تو زبردستی اسے محض ظن وتخمین کی بنیاد پر اللہ اور اس کے رسول کی طرف نسبت کرنے سے بچنا چاہئے۔ یہ ناقابل معافی جرم ہے اور افسوس کہ غفلت میں یہ بعض شرکا سے سرزد ہوتا ہے۔ مثلا کوئی حدیث مکمل کرنے دی گئی اور متسابق کو وہ حدیث یاد نہیں، تو چاہئے کہ وہ اس سوال کو چھوڑ دے۔ کچھ بھی اپنی طرف سے اضافہ کرکے اللہ کے رسول کی طرف منسوب کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اس سے آپ کو نمبر بھی نہیں مل سکتا ہے اور آخرت کے لیے بھی یہ قدم انتہائی خطرناک ہے۔

ایک بار پھر تمام ذمہ داران کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اسے ان کے میزان حسنات میں شمار فرمائے۔

دعا گو

دکتور فاروق عبداللہ نراین پوری مدنی

16 نومبر 2015

* * *

مسابقہ کے کامیاب انعقاد پر جمعیت اور اس کے منسوبین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد:

● د. عبدالرحمن اقبال البسکوہری

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على

رسوله محمد وآله وصحبه أجمعين، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، وبعد:

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے 23/جمادی الأولی 1447 موافق 15 نومبر 2025 بروز سنیچر ”جامع مسجد اہل حدیث“ کاپڑیا نگر میں ایک مسابقہ برائے ائمہ ودعاۃ منعقد کرایا، یہ میری خوش قسمتی ہے کہ جمعیت نے مجھے قابل اعتماد سمجھتے ہوئے اس مسابقے میں بطور حکم شرکت کی دعوت دی اور امامت کے مسائل پر فضیلۃ الشیخ أ. د. خالد بن علی المشیقح کی کتاب **”أحكام الامامة والائتمام في الصلاة“** صفحہ ۸ سے صفحہ ۴۷ تک سوالات بنانے کی ذمہ داری سونپی۔

الحمدللہ، اللہ کے فضل وکرم سے یہ مسابقہ کامیاب رہا اور بحسن وخوبی اختتام کو پہنچا، اس کامیابی پر میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اور اس کے تمام منسوبین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور اللہ رب العالمین سے دعا گو ہوں کہ انکی محنتوں کا بہترین صلہ دے، آمین۔

یہ مسابقہ ۱۵/نومبر ۲۰۲۵ء کو منعقد ہوا، لیکن امید کے مطابق اس میں شرکت نظر نہ آئی، کثرت مساجد کے باوجود شرکا کی تعداد کافی کم رہی، صرف ۴۵/اماموں نے رجسٹریشن کرایا اور امتحان میں ۳۵/لوگوں نے ہی اپنی حاضری درج کرائی۔

پرچہ چیک کرتے وقت کچھ جوابی کاپیوں کو دیکھ کر کافی خوشی ہوئی، اور واضح طور پر محسوس ہوا کہ متسابق نے اچھی تیاری کی ہے، کتاب میں موجود مسائل کا احاطہ کیا ہے، ساتھ ہی اس مسئلہ میں مزید جانکاری بھی حاصل کی ہے۔

وہیں کچھ جوابی پرچے دیکھ کر افسوس بھی ہوا اور لگا کہ مشارک نے اس مسابقہ کو غیر اہم سمجھا، مقرر کردہ کتاب سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی، امام ہونے کے باوجود بھی امامت کے مسائل واحکام کو سمجھنے میں دلچسپی نہیں دکھائی، واضح رہے کہ چند جوابات ایسے بھی رہے جنہیں دیکھ کر کافی تکلیف ہوئی؛ کیونکہ ایک امام سے ایسے جوابات کی توقع نہیں کی جاسکتی، یاد رہے دین میں کچھ ریڈ لائنس ہوتے ہیں، جنہیں کسی بھی صورت میں کراس نہیں کیا جانا چاہے۔

میں مسابقہ میں حاضر اور کامیاب ہونے والے تمام ائمہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں، ساتھ ہی دعا گو ہوں کہ اللہ ہمیں صحیح دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے، جانے انجانے میں ہونے والی غلطیوں کو معاف کرے، ہمیشہ اپنے رحمتوں کے سایہ تلے جگہ دے، ہماری چھوٹی بڑی کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے، آمین۔

آخر میں مساجد کے ذمہ داران سے نہایت ہی مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ امامت کے منصب کو پہچانیں، اس منصب کو عزت دینا دراصل اسلام کو عزت بخشنا، اسے عزیز سمجھنا درحقیقت دین کو عزیز سمجھنا ہے؛ لہٰذا اماموں کو وہی مقام ومرتبہ دینے کی کوشس کریں جو شریعت میں مطلوب ہے، انکی عزت وتکریم کریں، انکی ضروریات کا خیال رکھیں، انہیں ایسے کاموں کا مکلف نہ بنائیں جو انکے شایان شان نہ ہوں، معلوم ہونا چاہے کہ

نماز بندے اور رب کو جوڑنے کا ذریعہ ہے اور یہ کام امام کے ذریعے ہی ہوتا ہے؛ سو! اب ہمیں یہ فیصلہ کرنا کہ جو بندہ ہمارے اور اللہ رب العالمین کے درمیان ربط کرانے کا ذریعہ بنے وہ کیسا ہو؟ اللہ کے دربار میں حاضری دیتے وقت ہمارے وفد کا قائد اور رہنما کیسا ہو؟

اللہ رب العالمیں سے دعا ہے کہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ دے، پکا سچا نمازی بنائے، نیک کاموں کی توفیق دے، برائیوں سے دور رکھے، جب تک زندہ رکھے اسلام پر زندہ رکھ، اور خاتمہ ہو تو ایمان پر ہو۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

راقم

د۔عبدالرحمن اقبال البسکوہری

استاد جامعہ اسلامیہ نورباغ ممبرا

* * *

مسابقہ کی نمایاں اور قابلِ رشک خصوصیت اس کی مثالی شفافیت ہے:

- **شیخ مجاہدالاسلام سنابلی مدنی**

تعلیم وتعلم اور علمی ذوق کی آبیاری کسی بھی زندہ معاشرے کی پہچان اور کسی بھی فعال تنظیم کا طرہ امتیاز ہوا کرتی ہے۔ مدارس اور جامعات سے فارغ التحصیل علماء اور منبر ومحراب کے وارث ائمہ کرام کی علمی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لیے ہمہ وقت کسی ایسی تحریک کی ضرورت رہتی ہے جو ان کے علم میں پختگی اور فکر میں جلا پیدا کرے۔ گزشتہ چند سالوں سے تعلیم وتعلم کی ترویج اور اہل علم وطلبہ کی حوصلہ افزائی ''صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی'' کی ترجیحات کا بنیادی حصہ رہی ہے، اسی مقصد کے حصول کے پیش نظر گزشتہ دنوں، مورخہ ۱۵-۱۶ رنومبر ۲۰۲۵ء مطابق ۲۳-۲۴ رجمادی الاولی ۱۴۴۷ھ کو صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے زیر اہتمام، بمقام: جامع اہل حدیث، کاپڑیا نگر، کرلا، ممبئی، میں علماء ودعاۃ وطلبہ مدراس کے لیے ایک عظیم الشان ''مسابقہ علمیہ ودروہ تدریبیہ'' کا انعقاد کیا گیا۔

مجھے اس باوقار تقریب میں بطور حکم زمرہ پنجم (برائے ائمہ وخطباء مساجد) ''حفظ متون اور مقررہ نصاب بابت احکام ومسائل امامت'' شرکت کی دعوت دی گئی، جو میرے لیے دلی مسرت کا باعث تھی۔ ائمہ، خطباء اور دعاۃ کے لیے جس نصاب کو منتخب کیا گیا، اس میں نہ صرف متون علمیہ کو حفظ کرنا تھا بلکہ اس کے ساتھ ایک ایسی جامع کتاب کا انتخاب ذمہ داران کی طرف سے کیا گیا جو امام اور مقتدیوں کے تعلق، ان کی ذمہ داریوں اور ان کے باہمی حقوق ودیگر نماز کے ایسے مسائل پر روشنی ڈالتی ہے، جس کا جاننا ہر امام کے لئے ضروری ہے، اور یہ آج کے دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر امام باشعور، باکردار اور اپنے منصب سے واقف ہو تو پوری جماعت اور معاشرے کے لئے سود مند ثابت ہوتا ہے۔

اس مسابقے کی خاص بات اس کا تنوع اور جامعیت تھی۔ پروگرام کو مختلف زمرہ جات میں تقسیم کیا گیا تھا، ''زمرہ قرآن'' (دس پارہ، بیس پارہ اور مکمل قرآن) کے لیے ملک کی ممتاز جامعات ومدارس سے جید اور قابل حکم صاحبان کو مدعو کیا گیا تھا۔

مجھے اس پروگرام کی جو خوبی سب سے زیادہ نمایاں اور قابلِ

رشک لگی،، وہ اس کی ''مثالی شفافیت'' تھی۔ دور حاضر میں جہاں بسا اوقات ایسے بعض مقابلے بند کمروں میں منعقد ہوتے ہیں اور بعض جگہوں پر نتائج کے حوالے سے تحفظات پائے جاتے ہیں، وہیں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے زمرہ قرآن کے پورے مسابقے کو یوٹیوب پر براہِ راست نشر کرکے دیانت اور امانت کی ایک نئی مثال قائم کی۔ نظام کی اس شفافیت نے تمام حکم صاحبان کو بے حد متاثر کیا۔ اور انھوں نے اسٹیج سے ہی برملا اپنے تاثرات میں یہ بات کہی کہ عام طور پر ایسے پروگراموں میں وہ نظم وضبط اور غیر جانبداری دیکھنے کو نہیں ملتی جو یہاں نظر آئی۔ اس کے لئے جمعیت کے تمام ذمہ داران خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

وہیں زمرہ پنجم میں میرے ساتھ حکم کے فرائض انجام دینے والی علمی دنیا کی انتہائی افاضل شخصیات، استاذ محترم فضیلۃ الدکتور فاروق عبداللہ نراین پوری، فضیلۃ الدکتور جاوید ندیم سنابلی مدنی، اور فضیلۃ الدکتور عبدالرحمن اقبال مدنی (حفظہم اللہ) شامل تھیں، پچیس پچیس نمبرات سبھی کے پاس تھے، چار مجموعوں میں سوالات تقسیم شدہ تھے، اور ہر حکم کو اس کا ہی مجموعہ چیک کرنے کا مکلف کیا گیا تھا، اس زمرہ کا اختبار تقریباً صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوکر ساڑے بارہ تک چلا، اس دوران سارے ممتحن وہاں موجود رہے اور استفسار پر سوالات کی وضاحت کرتے رہے، ہر طالب کو ایک خاص کوڈ اس کے بارکوڈ کی بنیاد پر دیا گیا تھا، جب جوابی کاپیاں چیک کرنے کے لئے آئیں تو کسی حکم کے علم میں نہیں تھا کہ یہ کس کی کاپی ہے، کیوں کہ نام موجود نہیں تھا، اسے محفوظ طریقے سے مکمل ہٹا دیا گیا تھا۔ امانت اور دیانت داری اور یہ شفاف نظام صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ہی کا خاصہ ہے۔

دو دن کے اس عظیم الشان پروگرام میں ناظم محترم جس مستعدی سے مجھ سے اور دیگر مہمانوں سے رابطے میں رہے، وہ ان کی انتظامی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ایک لمحے کے لیے بھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ کہیں کوئی ابہام یا بے نظمی ہو۔ جمعیت کی پوری مشینری ''جنگی پیمانے'' پر متحرک نظر آئی۔ ائمہ، خطباء اور دعاۃ کی ایک بڑی تعداد شریک مجلس تھی، مگر نظم وضبط کا عالم یہ تھا کہ کسی ایک مشارک یا مہمان کو ادنیٰ سی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ امیر محترم کی جفاکشی بھی قابلِ دید تھی؛ مہمانوں کے استقبال اور ان کی راحت رسانی کی فکر میں انہیں خود کا ہوش تک نہ تھا۔ اگرچہ تھکن ان کے چہرے سے عیاں تھی، مگر لبوں پر کھلتی مسکراہٹ ان کی مہمان نوازی اور بلند حوصلے کا پتا دے رہی تھی۔

پروگرام کے اختتام پر صوبائی جمعیت ممبئی کی جانب سے تمام مہمانوں اور مشارکین کے لیے بیش قیمت تحائف اور علمی ہدایا کا اعزاز بخشا گیا۔ مزید برآں شرکاء کی آسانی کے لیے عشائیہ کا بھی نظم کیا گیا تھا، تاکہ سبھی لوگ پرسکون انداز میں اپنے گھروں کو روانہ ہوسکیں۔

میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے تمام ذمہ داران کو اس کامیاب مسابقے کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان مخلصانہ کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے مستقبل میں مزید بہتری کے ساتھ جاری رکھنے کی

توفیق دے۔آمین۔

مجاہدالاسلام سنابلی مدنی

(مرکزالدعوۃالاسلامیہ والخیریہ سونس،کھیڈ)

* * *

گرانقدر انعامات اور مسابقہ کے بہترین انعقاد پر جمعیت کے ذمہ داران قابلِ مبارکباد:

● **قاری عبدالحلیم بن عبدالرؤف سلفی**

مورخہ ۱۵-۱۶ر نومبر ۲۰۲۵ءکوصوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے تیسرے تعلیمی انعامی مقابلہ حفظ وتجوید قرآن کریم میں جامعہ اسلامیہ سنابل نئی دہلی کی برانچ معہد علی بن ابی طالب گولہ گنج لکھنؤ سے ناظم جمعیت مولانا عبدالرشید سلفی صاحب رحفظہ اللہ وتولاہ کی دعوت پر بحیثیت حکم میری شرکت ہوئی۔ ویسے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے تعلق سے بہت سنا تھا کہ دین کی نشر واشاعت میں بڑی متحرک ہے،لیکن جب میں یہاں پہونچا اور بنظر غائر دیکھا تو سننے سے کہیں زیادہ بہتر اور متحرک پایا۔ فی الواقع جمعیت اہل حدیث ممبئی مختلف قسم کی دعوتی،تعلیمی،تربیتی،تنظیمی اور رفاہی سرگرمیوں میں اپنا الگ مقام رکھتی ہے اور یہاں دعوتی میدان میں باصلاحیت، فنی مہارت رکھنے والے علماء اور دعاۃ کی مضبوط ٹیم ہے جو دین کے مشن کو آگے بڑھانے میں لگی ہوئی ہے۔

جمعیت جہاں دین اسلام کی مختلف طریقے سے آبیاری کررہی ہے وہیں حفظ وتجوید قرآن کریم، ائمہ وخطباء ٹریننگ اور مختلف موضوعات پر گاہے بگاہے مسابقات کا انعقاد بھی کرتی ہے،جن میں خاص طور پر ممبئی واطراف کے بیشتر مدارس کے طلبہ شریک ہوتے ہیں اور ساتھ ہی گرانقدر انعامات کے ذریعہ ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے۔اس پر میں جمعیت کے ذمہ داران اور اس سے جڑے تمام احباب کوتہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی حفظ وتجوید قرآن کریم کا تیسرا تعلیمی انعامی مقابلہ بھی ہے، جومورخہ ۱۵ر نومبر ۲۰۲۵ءکومنعقد ہوا۔ مسابقہ کل تین زمروں پر مشتمل تھا:

زمرہ اول دس پارے، زمرہ دوم بیس پارے، زمرہ سوم مکمل قرآن کریم۔

اس مسابقہ میں تقریباً ۶۴ر بچوں نے حصہ لیا اور بہت ہی اچھے انداز میں قرآن کریم کی تلاوت کا مظاہرہ کیا، کچھ بچے واقعی بہت اچھے تھے،قرآن مجید ان کو یاد تھا اور تجوید کی رعایت کے ساتھ حکم صاحبان کے سوالات کے اطمینان بخش جواب دیئے۔ کچھ بچے متوسط اور کچھ کے یہاں کسی وجہ سے کمزوری تھی،تقریباً سبھی بچوں سے تجوید کے الگ سے سوالات بھی کئے گئے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ سارے ہی بچے کامیاب ہیں، کیونکہ مسابقہ میں شریک ہونا اور اسٹیج پر آنا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔

میں سبھی بچوں کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہو،ساتھ ہی ان کے والدین کو بھی جنہوں نے اپنے بچوں کو قرآنی اور دینی مدارس کے ذمہ داران کے سپرد کیا، خاص طور پر میں ان اساتذہ گرامی قدر کو مبارکباد دیتا ہوں جنھوں نے رات دن ایک کرکے بچوں کو اس لائق بنایا۔ مسابقہ کے جہاں اور بہت سارے مقاصد ہیں ان میں سے اہم مقصد طلبہ کی ایسی تربیت کی جائے کہ ان کے اندر

سے ڈر وخوف دور ہو، نڈر اور بے باک ہوں اور آگے بڑھنے کا مزید شوق وجذبہ پیدا ہو۔

مجموعی طور پر بچوں کے اندر میں نے جو کمی دیکھی وہ تجوید اور اوقاف میں کمزوری ہے۔ مجھے طلبہ سے قوی امید ہے کہ اس جانب بھی بھرپور توجہ دیں گے۔

طلبہ کو علم تجوید سیکھنے کے ساتھ ساتھ علم وقف میں خاص توجہ درکار ہے، بالخصوص مرحلہ تکمیل کے طلبہ کو اس پر زیادہ دھیان دینے کی ضرورت ہے، تاکہ وہ ایک اچھے مجود حافظ قرآن بن کر نکلیں۔

عزیز طلبہ!

صرف تجوید کے مشہور قواعد اظہار، ادغام اور اخفاء وغیرہ جاننا کافی نہیں بلکہ تجوید کی طرح علم وقف بھی ایک فن ہے، دونوں کا جاننا بہت ضروری ہے۔ (مدارس کے ذمہ داران کو اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے)۔

دونوں کی رعایت سے قرآن پڑھنے کو قراء کی اصطلاح میں ترتیل کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو قرآن کریم ترتیل سے پڑھنے کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا﴾ [مزمل: ۴] اور جلد بازی سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِۦٓ﴾ [قیامہ: ۱۶]

لیکن اس کے برعکس ماہ رمضان میں حفاظ تراویح کی صلاۃ میں اس کی بہت کم رعایت کرتے ہیں، اور بعض انتہائی عجلت سے کام لیتے ہیں جو باعث صد افسوس ہے۔

تمام ذمہ داران اور دیگر احباب کی اگر اس جانب توجہ رہی تو ان شاء اللہ اس کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔

عروس البلاد ممبئی میں پہلی بار آنا ہوا، مہمانوں کی ضیافت اور یہاں کی علمی نشاطات سے میں بہت متاثر ہوں۔ کھانے پینے سے لیکر تمام امور بحسن وخوبی انجام پائے۔

اخیر میں رب العالمین سے میری دعاء ہے کہ جمعیت اور اس کے مسئولین اور ہم سب کو خلوص وللّٰہیت وصحت وعافیت کے ساتھ دین کی نشر واشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قاری عبدالحلیم بن عبدالرؤف سلفی

مدرسہ معہد علی بن ابی طالب گولہ گنج لکھنؤ

* * *

اسلام اور رواداری کانفرنس

اسلام دین فطرت اور انسانی قدروں کا نگہبان ہے، یہ ہر زمانے اور دور کے موافق اور دوسری قوموں کے ساتھ چلنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے، یہ انسانی ہمدردی، احترام جان ومال، محبت ورأفت، حلم وبردباری، عفو ودرگذر، صبر وبرداشت، مصالحت ومفاہمت، نرمی وشفقت کا داعی ہے، اس کی تعلیمات عدل ووسط پر مبنی ہیں، قتل وغارت، نفرت وشقاوت، تعصب وتنگ نظری، ناانصافی ونابرابری، تفریق وبھید بھاؤ اور جارحیت کا سخت مخالف ہے، انسانی حقوق کی ادائیگی اور حرمتوں کی پاسداری اس کی ترجیح ہے، ان اعلی خصوصیات کے باوصف عقیدہ وعبادت میں مداہنت اور مرجوحیت کبھی قابل قبول نہیں ہے، قرآن کے حوالے اور

سیرت پاک کے سچے اوراق اس پر شاہد ہیں، ہمسایہ قوموں کے ساتھ انسانی رواداری کے خوبصورت حوالے اسلامی تاریخ کے صفحات پر چمک رہے ہیں، اسلامی تعلیمات کا یہ رخ تعمیر انسانیت میں اس کے موثر کردار کو درشاتا ہے، لیکن طاغوتی میڈیا کے تخریبی کھیل نے اس کے آئینۂ صداقت وعظمت کو غبار آلود کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے، اس لئے اسلام کی بابت نظریات بدلے اور اذہان مسموم ہوتے گئے، لہٰذا حقائق کی تصویر کو صاف کرنے کیلئے اہل حق کی کاوشیں وقت تقاضا اور شہادت حق کا حصہ ہیں۔ اسلام اور رواداری کانفرنس ان اعلی و ارفع پیغامات کی نمائندہ آواز تھی۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی اور جمعیت اہل حدیث تلولی کے اشتراک سے بتاریخ 4/جنوری بروز اتوار بوقت 10/بجے صبح تا عشاء بمقام ایس ایم وائی رئیس ہائی اسکول گراؤنڈ تلولی زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی/حفظہ اللہ وتولاہ (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) ایک عظیم الشان کانفرنس بعنوان ''اسلام اور رواداری''، منعقد کیا جس میں ملک و جماعت کے بلند پایہ علماء کرام وخطباء عظام نے کانفرنس کے عنوان سے متعلق قرآن وسنت کی روشنی میں اہم ترین خطابات پیش کئے۔

اس کانفرنس میں تلاوت قرآن مجید کے بعد دکتور عبدالحمید ظفر صاحب نے ''مروت و ہمدردی اور خواتین'' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ ابو زید ضمیر حفظہ اللہ نے ''عقیدہ توحید انسانی سماج کیلئے رحمت و عدل'' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ دکتور فاروق عبداللہ مدنی ''دہشت گردی اوراس کی تباہ کاریاں'' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ دکتور عبید الرحمن مدنی ''اسلام میں رواداری کا صحیح تصور'' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ دکتور کلیم یوسف مدنی ''غیر مسلموں کے ساتھ تعامل اسوۂ رسول کی روشنی میں'' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ شیخ ظفر الحسن مدنی ''رواداری اور اسوۂ صحابہ'' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی/حفظہ اللہ (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) نے صدارتی کلمات ارشاد فرمایا جو پوری کانفرنس کا خلاصہ اور علم، بصیرت، پیغام، قائدانہ رہنمائی، دلسوزی، اور گہرے تجزیات پر مبنی تھیں، تشکر کے کلمات پر کانفرنس اپنے اختتام کو پہونچی۔ اس پوری کانفرنس میں امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) از اول تا آخر موجود رہے اور ہر طرح سے نگرانی فرمائی اور جائزہ لیتے رہے۔ کنوینر کانفرنس شیخ عنایت اللہ مدنی (نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) نے استقبالیہ پیش کیا، شیخ عبدالرشید سلفی (ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) نے افتتاحی کلمات پیش کیا، کانفرنس میں نظامت کے فرائض شیخ عبدالحکیم مدنی (نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) اسلم صیاد سنابلی (نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) عاطف سنابلی (مدیر مرکز دار الحکمہ) ادا کئے۔

* * *

مختلف دعوتی سرگرمیاں:

9/نومبر ضلعی جمعیت اہل حدیث ساؤتھ ممبئی کے زیر اہتمام

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ کا ایک خصوصی درس رکھا گیا جس میں شیخ محترم نے ''اصول العلم فضیلت آداب اور حقوق'' کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

14 رنومبر بروز جمعہ بعد نماز مغرب تا ۹ ربجے جامع مسجد اہل حدیث الفرقان شیل نوی ممبئی میں شیخ مقصود الحسن فیضی رحفظہ اللہ وشیخ مختار احمد مدنی حفظہ اللہ شیخ کلیم الدین یوسف مدنی رحفظہ اللہ کا اہم خطاب ہوا جس میں قرب وجوار سے آئے ہوئے سامعین وسامعات نے بھرپور استفادہ کیا۔

14 رنومبر بعد نماز مغرب مسجد اہل حدیث جلیل کمپاؤنڈ ماہم میں شیخ کلیم الدین یوسف مدنی رحفظہ اللہ کا خصوصی خطاب ہوا جس میں آپ نے منہج سلف کو مضبوطی سے تھامنے اور سہولت کاروں کے سہولت اوران کی سہولت کاری سے اجتناب کرتے ہوئے منہج حق کی واضح اور روشن شاہ راہ پر گامزن رہنے کی تلقین کی۔

20 رنومبر مسجد اہل حدیث فیت والا کمپاؤنڈ کرلا میں بعد نماز مغرب صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ کی صدارت میں ایک اجتماع منعقد ہوا جس میں جبیل سعودی عرب سے آئے ہوئے مہمان خطیب فضیلۃ الشیخ مختار احمد مدنی رحفظہ اللہ نے حسن اخلاق کے دو اہم پہلو پر روشنی ڈالی اور لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور اخلاق حسنہ سے متصف ہونے کی تلقین کی۔

22 رنومبر بروز سنیچر بعد نماز مغرب مسجد اہل حدیث محمدیہ میرا روڈ میں ایک اہم درس میں شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے ''تین سماجی اخلاقی برائیاں'' جیسے اہم موضوع کے تحت خطاب کیا۔

23 رنومبر بروز اتوار جامع مسجد اہل حدیث و مدرسہ الفاروق وسئی پھاٹا میں ضلعی جمعیت اہل حدیث پال گھر کے زیر اہتمام پال گھر کے علاقے کے مکاتب و مدارس کے طلبہ وطالبات کے انعامی مسابقہ کے نتائج کے لیے ایک اہم پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور اس کام کو سراہا اور مزید ترقی اور کامیابی کے لئے دعاؤں سے نوازا نیز اسی مجلس میں جبیل سعودی عرب سے آئے ہوئے مہمان شیخ مختار احمد محمدی مدنی رحفظ اللہ نے بھی شرکت کی اور قیمتی نصیحتوں سے نوازا۔

واضح ہو یہ انعامی مسابقہ پالگھر علاقے کے تمام مکاتب و مدارس کے طلبہ کے مابین منعقد ہوا اور 20 تا23 تاریخ تک یہ مسابقہ جاری رہا جس میں ممبئی و مضافات کے مختلف علماء نے بحیثیت حکم شرکت کی اور اپنے تاثرات سے بھی نوازا۔صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ناظم شیخ عبدالرشید سلفی رحفظہ اللہ نے 22 رنومبر بروز سنیچر تقریری مسابقہ میں حکم کی حیثیت سے شرکت کی اور اپنے تاثرات میں پال گھر جمعیت کے ذمہ داران کے اس عمل کو سراہا اور مبارکباد پیش کی نیز علاقے کے مکاتب و مدارس سے آئے ہوئے طلباء اساتذہ اور ان کے ذمہ داروں کو بھی قیمتی نصیحتوں سے نوازا اور مزید محنت ولگن سے اس تعلیمی روش کو برقرار رکھنے کی تلقین کی۔20 رنومبر بروز جمعرات کے سیرت کوئیز کے

مسابقہ میں بحیثیت حکم شیخ فیض الرحمن رحمانی رحفظہ اللہ داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے شرکت کی اور اپنے تاثرات میں سیرت النبی ﷺ کی اہمیت کو اجاگر کیا نیز سیرت نبی ﷺ کی روشنی میں زندگی گزارنے کی نصیحت کی۔

30 رنومبر بروز اتوار صبح ساڑھے نو بجے تا نماز عشاء جامع مسجد اہل حدیث مومن پورا بائیکلہ میں ابنائے سنابل کے زیر اہتمام اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی زیر سرپرستی امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ کی زیر صدارت ایک بہت ہی اہم کانفرنس بنام ''کن سلفیاً علی الجادۃ'' منعقد ہوئی جس میں ملک کے نامور بلند پایہ دعاۃ وعلماء نے شرکت فرمائی اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے ''عقیدہ ومنہج کی جھوٹی دعویداری اور اس کا دکھاوا کرنے والے ماضی حال کے آئینے میں'' جیسے اہم موضوع پر خطاب کیا جبکہ صدارتی کلمات میں امیر محترم حفظہ اللہ نے منہج سلف کا تعارف لوگوں کے سامنے پیش کیا اور اسی پر قائم ودائم رہنے کی تلقین کی۔

1 ردسمبر 2025 بروز سوموار بعد نماز مغرب مسجد اہل حدیث جامعۃ الرشاد غفور خان اسٹیٹ کرلا میں فضیلۃ الشیخ ظفر الحسن مدنی رحفظہ اللہ کا اہم خطاب ہوا جس سے وہاں کے مصلیان نے خصوصی طور سے استفادہ کیا۔

7 ردسمبر بروز اتوار بعد نماز مغرب مسجد اہل حدیث جلیل کمپاؤنڈ دھاراوی میں فضیلۃ الشیخ عبدالرشید سمیع سلفی رحفظہ اللہ (ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) کے خصوصی درس کا اہتمام کیا گیا جس میں شیخ محترم نے شرکت کی اور کتاب وسنت کی روشنی میں قیمتی نصیحتوں سے سامعین کو مستفیض فرمایا۔

7 ردسمبر مسجد ومدرسہ امیر معاویہ تعلیم القران لمبی چال قریش نگر کرلا میں سالانہ اجلاس عام کا انعقاد ہوا جس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور ''عورتوں کا مقام ومرتبہ اور ذمہ داریاں'' جیسے اہم موضوع پر خطاب کیا جسے وہاں موجود طلبہ وطالبات اور ان کے ذمہ داران قرب وجوار کے عوام الناس خواتین وحضرات نے بغور سماعت کیا اور فائدہ اٹھایا۔

8 ردسمبر الجامعۃ السّلفیہ مفتاح العلوم سپول بہار میں ایک علمی ودعوتی واصلاحی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی سے شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور ''اسلام کا نظریہ تعلیم اور سلف کا تعامل'' جیسے اہم موضوع پر بہترین خطاب پیش فرمایا۔

14 ردسمبر صبح ۸ ربجے سے نماز ظہر تک مسجد ومدرسہ دار المجیدیہ بدلا پور ویسٹ میں ایک نہایت ہی اہم دورہ علمیہ کا انعقاد ہوا جس میں ڈاکٹر سعید بن علی القحطانی رحمہ اللہ کی نہایت ہی اہم کتاب ''شرح العروۃ الوثقی فی ضوء الکتاب والسنۃ'' کا درس صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے پیش فرمایا جسے وہاں موجود مشارکین نے سماعت فرمایا۔

14 ردسمبر ہی کو مسجد مدرسہ تعلیم القران اشوک نگر کرلا ممبئی میں ایک دینی اجتماع کا انعقاد ہوا جس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث

ممبئ سے شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور ''دینی مدارس کی اہمیت وضرورت'' جیسے اہم موضوع پر مغز خطاب فرمایا۔

20ر دسمبر الصفہ فاؤنڈیشن کوسہ ممبرا کے زیر اہتمام ایک خصوصی درس میں شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے ''خیانت اور قرض سے بچیں'' جیسے اہم موضوع پر خطاب فرمایا۔

21 ر دسمبر مسجد توحید بڑی لین اورنگ آباد میں ایک اہم اجتماع کا انعقاد ہوا جس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ سے عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور ''کسی کو کافر یا بدعتی قرار دینا اصول سلف کی روشنی میں'' جیسے حساس موضوع پر روشنی ڈالی۔

25ر دسمبر مسجد اہل حدیث اسلامک پیس فاؤنڈیشن کوپر کھیرنے نوی ممبئ میں شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ کے خصوصی درس کا اہتمام ہوا جس میں آپ نے '' آخرت پر ایمان اور اس کے تقاضے پر روشنی ڈالی''۔

26ر دسمبر بروز کو امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ نے جبیل سعودی عرب کے ایک دعوۃ سینٹر میں منعقد خصوصی پروگرام میں شرکت کی اور عمل سے پہلے علم جیسے اہم موضوع پر خطاب کرتے ہوئے عوام الناس کو علم سے وابستگی رکھنے اور اسی کے ساتھ ساتھ اہل علم سے رابطہ رکھ کر ان سے استفادہ کرنے کی تلقین کی اور واضح کیا کہ بلا علم کے عمل ضائع اور برباد ہوجاتا ہے اور انسان بلا علم کے جب کوئی عمل کرتا ہے تو وہ عمل کتاب وسنت کی روشنی میں نہ ہوکر اور صراط مستقیم سے ہٹ کر بدعت وخرافات اور گمراہی میں شمار ہوجاتا ہے۔

28ر دسمبر بروز اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء مسجد اہل حدیث کمہار واڑا مسلم نگر دھاراوی میں ایک مشاورتی میٹنگ اور اجتماع کا انعقاد ہوا جس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ کے ناظم شیخ عبدالرشید سمیع سلفی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور تمام سامعین سے خطاب فرمایا اور اجتماعیت اتحاد واتفاق پر قائم رہنے کی تلقین کی۔

28ر دسمبر مسجد اہل حدیث سیتا پھل واڑی، مجگاؤں ممبئ کے ایک اہم درس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ سے شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور ''غیر اسلامی تہوار اور مسلمانوں کی ذمہ داری'' جیسے اہم موضوع پر خطاب فرمایا۔

7ر جنوری بروز بدھ بعد نماز مغرب تا عشاء مسجد اہل حدیث دارالسلام لیگ پلازہ کوسہ ممبرا میں ایک نہایت ہی اہم اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں شیخ کلیم الدین یوسف مدنی رحفظہ اللہ، شیخ ابوزید ضمیر (پونہ) رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور اہم خطابات پیش کیے اس پروگرام میں مسجد کے مصلیان وقرب وجوار کے دیگر عوام نے شرکت کی اور ان کے خطابات سے استفادہ کیا۔

بتاریخ 8ر جنوری بروز جمعرات شیخ عبدالرشید سلفی رحفظہ اللہ (ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ) کا احمد نگر کا دعوتی دورہ ہوا جس میں آپ نے 9ر جنوری کو محمدی مسجد تامبٹکر گلی احمد نگر میں ''والباقیات الصالحات خیر'' کے موضوع پر خطبہ دیا نیز بعد نماز مغرب محمد یہ مسجد مکند نگر احمد نگر میں ''تلبیس ابلیس'' کے موضوع پر درس دیا۔ کثیر تعداد میں سامعین نے آپ کا درس سماعت کیا۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمد للہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کر رہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

- تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- علماء وائمہ کے لئے سالانہ دورہ تدریبیہ
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- مجلہ الجماعہ کی اشاعت۔
- کتابوں کی مفت تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون اور آسمانی وزمینی آفات پر بھرپور مدد۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً

A1 Grafix Studio : +91-9819189965

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
9892255244 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com @JamiatSubai
subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com